Date:

ششماہی ثانی۔

نوٹس

سنن شرح ابوداؤد شریف

جامعۃ المدینہ گوجرانوالہ۔

کتاب النکاح

نکاح کا لغوی معنی

نکاح کا لغوی معنی جماع کے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ولا تنکحوا ما نکح اباؤکم یہاں نکاح سے مراد جماع ہے۔

نکاح کا اصطلاحی تعریف؟

علمائے فقہ کی اصطلاح میں نکاح اس خاص معاہدہ کو کہتے ہیں جو عورت و مرد کے درمیان ہوتا ہے جس سے دونوں میں زوجیت کا تعلق قائم ہوتا ہے

تعریف نکاح میں ائمہ اربعہ کا مذہب۔

احناف کا مذہب

فقہائے احناف میں بعض فقہاء نے کہا ہے کہ ایک شخص کو کسی کی ذات سے حصول نفع کا مالک بنا دیتا ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اس سے وہ خاص شخص صرف مخصوص عضو سے نفع حاصل کرنے کا حق رکھتا ہے

بعض فقہاء احناف نے یہ کہا ہے کسی شخص کو ملک متعہ کا مالک بنا دینا نکاح ہے جبکہ بعض نے کہا ہے کہ نکاح صرف عضو خاص نہیں بلکہ جسم کے تمام اعضاء سے نفع کرنے کے ہیں۔

شوافع کا مذہب

شوافع نکاح کی تعریف یوں کرتے ہے کہ نکاح ایک معاملہ ہے جس میں نکاح یا تزویج یا اس کا ہم معنی لفظ کو استعمال کیا

Date:

جاتا ہے تاکہ اس سے مباشرت کی ملکیت حاصل ہو اور عرف میں اس سے یہ ہوتی ہے کہ ایک شخص لذت معلومہ سے نفع حاصل کرے۔

مالکیہ کا مذہب

فقہاء مالکیہ کہتے ہیں کہ نکاح محض ایک جنسی لذت کے لیے معاملہ ہے جو حصول لذت سے پہلے گواہوں کی موجودگی میں کیا جاتا ہے اور اس کام کی قیمت واجب الادا نہیں ہوتی۔

حنابلہ کا مذہب

فقہاء حنابلہ کہتے ہیں کہ نکاح منفعت استمتاع کے لیے ایک معاملہ ہے جس میں نکاح یا تزویج کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے اور استمتاع سے مراد فقہاء نے یہ بیان کی ہے کہ مرد کا خود نفع حاصل کرنا ہے۔

نکاح کا شرعی معنی

سب اصح قول کے مطابق یہ ہے کہ لفظ نکاح عقد اور وطی دونوں معنی میں مشترک ہے یہ قول سب سے زیادہ قوی ہے۔

نکاح کے ارکان

نکاح کے دو رکن ہیں (1) ایجاب (2) قبول مجلس نکاح میں جس کی طرف سے پہلے نکاح کی پیش کش ہوگی وہ ایجاب ہے اور دوسرے کی جانب سے اس کو قبول کر لینا قبول کہلاتا ہے۔ ایجاب قبول عاقدین خود بھی کر سکتے ہیں یعنی لڑکی لڑکا اور ان دونوں کے ولی وغیرہ بھی کر سکتے ہیں۔

نکاح کی شرائط

1 ایک ہی مجلس میں ایجاب و قبول کرنا۔

2 ایجاب و قبول میں مطابقت ہونا مثلاً لڑکی کا ولی دس ہزار مہر پر نکاح کا ایجاب کرے اور مرد یا اس کا وکیل پانچ ہزار پر قبول کرے تو نکاح منعقد نہیں ہوگا

Date:

3. ایجاب و قبول کرنے والا ایک دوسرے کی بات (ایجاب و قبول) سنیں۔

4. طرفین مجلس میں موجود ہوں اور بولنے پر قادر ہوں تو ایجاب و قبول زبان سے ادا کریں (فون وغیرہ کے ذریعے نکاح کی بہترین صورت یہ ہے کہ جو نکاح کرنا چاہے وہ وکیل بنا دے اور وکیل مجلس عقد میں ایجاب کرے اور دوسرا فریق اس کو قبول کرے) اسی طرح خط کے ذریعے کسی نے نکاح کا ایجاب کیا تو خط ملنے پر صرف قبول ہے کہنا کافی نہ ہوگا بلکہ وہ ایجاب بھی گواہوں کے سامنے پڑھ کر سنایا جائے گا اس کے بعد قبول کیا جائے۔

5. مجلس عقد میں ایجاب و قبول کے وقت دو گواہوں کا ہونا اور گواہان عاقل، بالغ اور آزاد ہوں

نکاح کا حکم:

1. فرض (2) واجب (3) سنت
(4) مکروہ (5) حرام

فرض: جب آدمی پر شہوت اتنی غالب ہو جائے کہ اسے گمان غالب ہو کہ وہ شادی نہیں کرے گا تو زنا میں مبتلا ہو جائے گا اور مہر ادا کرنے اور بیوی کے حقوق ادا کرنے پر قدرت ہو نیز اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی پوری امید ہو تو نکاح کرنا فرض ہے۔

واجب: جب آدمی پر شہوت اتنی غالب نہ ہو کہ بدکاری میں مبتلا ہونے کا ظن غالب ہو بلکہ اس میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو مہر و نفقہ پر قادر ہو اور ظلم کا خوف نہ ہو تو اس پر نکاح واجب ہے۔

سنت: جب آدمی پر شہوت غالب نہ ہو عام حالت ہو اور بیوی کے ساتھ سلوک کر سکتا ہو تو نکاح سنت مؤکدہ ہے۔

مکروہ: اگر اسے یہ خوف ہو کہ نکاح کے بعد اپنی بیوی کے حقوق ادا نہ کر سکے گا اور اس کے ساتھ اچھا سلوک نہ کر سکے گا تو نکاح کرنا مکروہ ہے۔

Date: ____________

حرام: اگر اسے ظن غالب یا یقین ہو کہ نکاح کے بعد اپنی بیوی کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کر سکے گا اور اس کے ساتھ ظلم و زیادتی ہو گی تو اس کے لیے نکاح کرنا حرام ہے۔

نکاح کی تقریباً دس قسمیں بنتی ہیں۔

1 **عام نکاح:** یہ نکاح اصولی طور پر آج بھی رواج میں ہے کہ ایک آدمی کی طرف سے دوسرے آدمی کو اس کی بیٹی یا اس کی زیر دست ولایت لڑکی کے لیے نکاح کا پیغام دیا جاتا۔ پھر وہ مناسب مہر مقرر کر کے اس لڑکی کا نکاح اس آدمی سے کر دیتے۔

2 **زواج البعولة:** یہ نکاح عرب میں بہت عام ہے اس میں یہ تھا کہ مرد ایک یا بہت سی عورتوں کا مالک ہوتا بعولت سے مراد مرد کا عورتیں جمع کرنا ہوتا تھا اس میں عورت کی حیثیت عام مال و متاع جیسی ہوتی۔

(3) **نکاح متعہ:** یہ نکاح بغیر خطبہ، تقریب اور گواہوں کے ہوتا۔ عورت اور مرد آپس میں کسی ایک مدت مقررہ تک ایک خاص مہر متفق ہو جاتے اور مدت مقررہ پوری ہوتے ہی نکاح خودبخود ختم ہو جاتا تھا طلاق کی ضرورت بھی نہیں پڑتی تھی اور اس نکاح کے نتیجے میں پیدا ہونے والی اولاد ماں کی طرف منسوب ہوتی اسے باپ کا نام نہیں دیا جاتا تھا۔

(4) **زواج البدل:** بدلے کی شادی اس سے مراد دو بیویوں کا آپس میں تبادلہ، یعنی دو مرد اپنی اپنی بیویوں کو ایک دوسرے سے بدل لیتے اور اس کا نہ عورت کو علم ہوتا نہ اس کے قبول کرنے مہر یا ایجاب کی ضرورت ہوتی۔ بس دوسرے کی بیوی پسند آنے پر ایک مختصر سی مجلس میں یہ سب کچھ طے پا جاتا۔

Scanned with CamScanner

Date:

(5) **نکاح الخدن**: دوستی کی شادی اس میں مرد کسی عورت کو اپنے گھر بغیر نکاح خطبہ اور مہر کے رکھ لیتا اور اس سے ازدواجی تعلقات قائم کر لیتا اور بعد ازاں یہ تعلق باہمی رضامندی سے ختم ہو جاتا اس قسم کی طلاق کی ضرورت نہیں تھی۔ اگر اولاد پیدا ہو جاتی تو وہ ماں کی طرف منسوب ہوتی یہ طریقہ آج کل مغربی معاشرے میں بھی رائج ہے۔

(6) **نکاح الضعینہ**: جنگ کے بعد مال اور قیدی یا تو بکتے اور جاہلیت میں فاتح کے لیے مفتوح کی عورتیں، مال وغیرہ سب مباح تھا یہ عورتیں فاتح کی ملکیت ہو جاتیں اور وہ چاہتا تو انہیں بیچ دیتا چاہتا تو یونہی چھوڑ دیتا اور چاہتا تو ان سے مباشرت کرتا یا کسی دوسرے شخص کو تحفہ میں دے دیتا۔ یوں ایک آزاد عورت غلام بن کر بک جاتی۔ اس نکاح میں کسی خطبہ، مہر یا ایجاب و قبول کی ضرورت نہ تھی۔

(7) **نکاح شغار**: وٹے سٹے کی شادی۔ یہ وہ نکاح تھا کہ ایک شخص اپنی زیر سرپرستی رہنے والی لڑکی کا نکاح کسی شخص سے اس شرط پر کر دیتا کہ وہ اپنی کسی بیٹی، بہن وغیرہ کا نکاح اس سے کرائے گا اس میں مہر بھی مقرر کرنا ضروری نہ تھا اسلام نے اس کی بھی ممانعت فرما دی۔

(8) **نکاح الاستبضاع**: فائدہ اٹھانے کے لیے عورت پیدا کرنے کا نکاح مراد یہ ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی کو کسی دوسرے خوبصورت مرد کے ساتھ ازدواجی زندگی گزارنے کے لیے بھیج دیتا اور خود اس سے الگ رہتا تاکہ اس کی نسل خوبصورت پیدا ہو اور جب اس کو حمل ظاہر ہو جاتا تو وہ عورت پھر اپنے شوہر کے پاس آ جاتی۔

Scanned with CamScanner

Date:

9 **نکاح الرہط:** اجتماعی نکاح۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تقریباً دس آدمی ایک ہی عورت کے لیے جمع ہوتے اور ہر ایک اس سے مباشرت کرتا اور جب اس کے ہاں اولاد ہوتی تو وہ ان سب کو بلواتی اور وہ بغیر کسی پس و پیش کے آجاتے پھر وہ جسے چاہتی اسے کہتی یہ بچہ تیرا ہے تو اس شخص کو اس سے انکار کی اجازت نہ ہوتی تھی۔

10 **نکاح البغایا:** فاحشہ عورتوں سے تعلق یہ بھی نکاح رہط سے ملتا جلتا ہے مگر اس میں دو فرق ہے ایک یہ کہ اس میں دس افراد سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں اور دوسرا یہ کہ ان مردوں سے بچہ منسوب کرنا عورت کا نہیں بلکہ مرد کا کام ہوتا ہے

باب التحریض علی النکاح (نکاح کی ترغیب)

سرکار رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو شخص نکاح کر سکتا ہو اسے شادی کر لینی چاہیے کیونکہ یہ نگاہ کو زیادہ جھکا کر رکھتی ہے اور شرمگاہ کی زیادہ حفاظت کرتی ہے اور تم میں سے جو اس کی استطاعت نہیں رکھتا اسے روزے رکھنے چاہیں کیونکہ وہ اس کی شہوت ختم کر دیں۔

باب دیندار عورت سے شادی کرنے کا حکم ہونا

اسلام نے شادی کیسی عورتوں سے کی جانی چاہیے؟ اس کا معیار اور پیمانہ بھی اپنے ماننے والوں کو دیا چنانچہ سرکار نے فرمایا کہ عورت سے نکاح چار باتوں کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔

(1) مال و دولت (2) حسن و جمال (3) خاندانی نسب (4) دین داری تو سرکار نے فرمایا کہ تم دیندار کے ذریعے کامیابی حاصل کرو یعنی نکاح کرنے سے پہلے مال و دولت، حسن و جمال کو نہ دیکھو بلکہ

Scanned with CamScanner

Date:

بلکہ صورت سے شادی اس کی دین داری کی وجہ سے کریں دین داری کالی رنگ کی پابندی ہے دین خوب صورت صورت سے بہتر ہے۔

مثلاً لڑکے اور لڑکی کا نکاح سے پہلے ایک دوسرے کو دیکھنا از روئے شرع درست ہے تاکہ شادی کے بعد زوجین کے درمیان خوش گوار تعلقات قائم رہیں۔

حدیث پاک اس بارے میں کہ جو عورت بچہ پیدا نہیں کر سکتی اس کے ساتھ شادی کرنے کی ممانعت۔

قرآن و حدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت نے اولاد کے حصول کو پسندیدہ اور مطلوب قرار دیا ہے اور اولاد کے حصول کا مقصد یہ بتایا گیا ہے کہ اس سے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اضافہ ہو۔ اپنے لیے راحت جسمانی و راحت روحانی کا حصول ہو۔ مرنے کے بعد اپنے لیے صدقہ جاریہ بنے صالح اولاد کے ذریعے نیک اور صالح معاشرے کا قیام وجود میں آئے وغیرہ۔

جس ذریعے سے اولاد کا حصول ہوتا ہے اس کے اپنانے کے بارے پر زور ترغیب دی گئی ہے اور اس کے ترک کو ناپسند کیا گیا اس لیے صرف نکاح ہی نہیں بلکہ اس عورت سے نکاح کرنے کی ترغیب دی گئی جو زیادہ بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت رکھنے والی ہو اور اس عورت سے نکاح کرنے کو ناپسند کیا گیا جو اس صلاحیت سے محروم ہو۔

خاندانی منصوبہ بندی کا شرعی حکم۔

نکاح شریعت کی نظر میں انتہائی اہم ہے اور اسی طرح نکاح سے جو مقصود یعنی اولاد وہ بھی نہایت اہم ہے چنانچہ جس طرح اولاد کے حصول پر زور دیا گیا ہے اسی طرح ہر ایسی حرکت سے منع کیا گیا جس سے اولاد کے حصول کا سلسلہ منقطع ہو جاتے چاہے

Date:

وہ صورت عزل (یعنی بیوی سے ملاپ کے وقت مادہ منویہ باہر خارج کرنے) کی ہو یا نس بندی، مانع حمل ادویات کا استعمال ہو یا خاندانی منصوبہ بندی کا پرامستقل صورت سے پیدائش اولاد کی صلاحیت کو ختم کرنا ہو یا حمل ٹھہر جانے کے بعد اسقاط حمل ہو ہر صورت کو شریعت نے ناجائز قرار دیا ہے۔ عارضی طور پر مانع حمل کے لیے مختلف تدابیر کو اختیار کرنا اگر کسی ضرورت شدیدہ کی وجہ سے ہو تو شریعت کی طرف سے کچھ گنجائش ہے بصورت دیگر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کے بارے میں فرمایا کہ وہ میری امت سے نہیں۔

باب فی قولہ تعالیٰ الزانی لا ینکح الا زانیۃ

~~اس آیت کا مفہوم~~ زانی کے نکاح سے متعلق مذکورہ میں دیگر ادیان فقہاء کے موقف کا بیان۔

(1) اس آیت کا مقصد زنا کی برائی بیان کرنا اور اس کی خرابی بیان کرنا ہے اور یہ کہ مومنین پر یہ حرام کیا گیا ہے۔

(2) یہ ~~عورت~~ آیت اس صورت کے ساتھ خاص تھی کیونکہ وہ کافر تھی اور زانیہ مسلمہ اس سے نکاح فسخ نہیں ہوتا۔

(3) یہ مسلمانوں کے ایک مرد کے ساتھ خاص تھی جس نے رسول اللہ سے ایک عورت سے نکاح کرنے کی اجازت ~~طلب~~ طلب کی تھی جس کو ام مہزول کہا جاتا ہے وہ بدکار عورتوں میں سے تھی اور اس نے شرط رکھی تھی کہ اس مرد پر خرچ کرے گی۔

(4) یہ آیت اہل صفہ کے بارے میں نازل ہوئی یہ مہاجر لوگ تھے مدینہ میں ان کے ٹھکانا نہ تھا اور خاندان نہ تھے اور وہ مسجد میں رہتے تھے۔

(5) حسن فرماتے ہیں کہ زانی سے مراد جسے حد لگائی گئی ہو اور زانیہ سے مراد بھی وہی ہے یعنی اللہ کا حکم ہے کہ حد لگائے جانے والے سے نکاح نہ کرے مگر وہ جسے حد لگائی گئی ہو۔

Scanned with CamScanner

Date:

(۶) امام مالک فرماتے ہیں ہے کہ یہ آیت منسوخ ہیں یہ اکثر علماء کا قول ہے اہل فتوی فرماتے ہیں جس نے کسی عورت سے زنا کیا اس کے لیے جائز ہے کہ وہ اس سے نکاح کرے اور دوسرا شخص کے لیے بھی جائز ہے کہ وہ اس زانیہ سے نکاح کرے۔

باب : رضاعت سے وہی حرمت ثابت ہوتی ہے جو حرمت نسب سے ثابت ہوتی ہے

حدیث پاک کی شرح یہ ہے۔

جو رشتے نسب سے حرام ہوتے ہیں وہ رضاع سے بھی حرام ہوتے ہیں یہ رضاع کی وجہ سے تحریم کا تقاضا کرتا ہے اور مرد کی طرف رضاع کی نسبت کی وجہ اس طرح ظاہر ہوتی ہے جس طرح پانی کی نسبت مرد کی طرف اور رضاع کی نسبت عورت کی طرف ظاہر ہوتی ہے۔

دودھ رضاعت کے تعین میں فقہی مذاہب اربعہ

آئمہ کا اس میں ہی اختلاف ہے کہ کتنی مرتبہ دودھ پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہے بعض تو کہتے ہیں کہ تعداد معین نہیں دودھ پینے سے ہی حرمت ثابت ہوگی۔

امام مالک کا بھی یہی قول ہے۔ دلیل یہ ہے کہ رضاعت یہاں عام ہے بعض کہتے ہیں تین مرتبہ جب پیئے تو حرمت ثابت ہوگی کہ مسلم شریف کی حدیث ہے کہ ایک مرتبہ یا دو مرتبہ چوسنا اور پی لینا حرام نہیں کرتا

اور بعض کہتے ہیں پانچ مرتبہ کے دودھ پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہے اس سے کم نہیں اس کی دلیل صحیح مسلم میں یہ ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ قرآن میں پہلے دس مرتبہ پلانے سے حرمت کا حکم آترا تھا بعد میں پھر وہ منسوخ ہو کر پانچ مرتبہ رہ گیا

Scanned with CamScanner

Date: ____________

حضور کی فوت ہونے تک یہ قرآن میں پڑھا جاتا رہا۔

امام شافعی اور ان کے اصحاب کا فرمان بھی یہی ہے کہ پانچ مرتبہ دودھ پینا معتبر ہے یہ بھی یاد رہے کہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ یہ رضاعت دودھ چھٹنے سے پہلے یعنی دو سال کے اندر اندر کی عمر میں ہو

پھر اس میں بھی اختلاف ہے کہ اس رضاعت کا اثر رضاعی ماں کے خاوند تک بھی پہنچے گا یا نہیں ؟ تو جمہور کا اور آئمہ اربعہ کا فرمان تو یہ ہے کہ پہنچے گا اور بعض سلف کا قول ہے کہ یہ صرف دودھ پلانے والی تک ہی رہے گا اور رضاعی باپ تک نہیں پہنچے گا۔

ماں کا بچے کو دودھ پلانا رضاعت کہلاتا ہے۔

فقہی اصطلاح میں بچہ کا پیدائش کے بعد پہلے دو سال میں ماں کے سینہ سے دودھ چوسنا رضاعت کہلاتا ہے۔

حاصل کلام

امام اعظم اور امام مالک کے نزدیک رضاعت تھوڑی ہو یا بہت (چاہے ایک چسکی ہو) وہی حرمت پیدا کر دیتی ہے کیونکہ یہ آیت مطلق ہے۔

امام شافعی کے نزدیک پانچ مرتبہ پینے سے رضاعت ثابت ہو گی وہ دلیل حضرت عائشہ والی لیتے ہیں۔

حنابلہ کا مذہب یہ ہے کہ ایک یا دو مرتبہ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوگی بلکہ تین بار پینے سے ثابت ہوتی ہے۔ وہ دلیل مسلم شریف والی حدیث سے لیتے ہیں۔

دودھ پلانے کے شرعی احکام سے متعلق مذاہب اربعہ

امام مالک کا موقف

امام مالک کے نزدیک ماں پر دودھ پلانا واجب ہے خواہ منکوحہ

Date:

ہو یا مطلقہ اور جمہور کے نزدیک ماں پر اس وقت دودھ پلانا واجب ہے جب بچہ کسی اور عورت کا دودھ نہ پئے اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دودھ پلانے کی مکمل مدت دو سال پلانا ہے آیت مبارکہ ہے

یرضعن اولادھن حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعۃ

امام شافعی کا مذہب

امام شافعی کے نزدیک بچے کی ماں کا بھی دودھ پلانے کی اجرت طلب کرنا جائز ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا عدت میں اور بچے کا خرچ بھی باپ کے ذمے ہے اور اگر باپ زندہ نہ ہو تو باپ کے وارث کے ذمے بھی یہی احکام ہیں کہ وہ دودھ پلانے والی کے کھانے اور کپڑے کا خرچ دے اور دودھ پلانے کی اجرت بھی دے اور دودھ پلانے والی کو تنگ نہ کریں۔

امام اعظم اور امام مالک کا مذہب

امام اعظم اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک یہ آیت محارم کے نفقہ کے وجوب کی اصل ہے ان کے نزدیک ہر ذی رحم محرم پر خرچ واجب ہے مثلاً ماموں اور پھوپھی پر اور امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک بچوں کا خرچ والدین پر واجب ہے بچے کا خرچ باپ پر واجب ہے اگر فوت ہو جائے تو اس کے ترکہ سے خرچ کرنا واجب ہے اور اگر ترکہ نہ ہو تو ماں پر واجب ہے قرآن مجید کی اس آیت سے امام اعظم اور امام احمد کی رائے کی تائید ہوتی ہے کیونکہ قرآن مجید نے باپ کے بعد وارث پر بچے کا خرچ کو واجب کیا ہے۔

Date:

دودھ پلانے کی مدت میں ائمہ اربعہ کا اختلاف

امام شافعی کا ایک قول یہ ہے کہ جس عورت کے ہاں چھ ماہ کے بعد بچہ پیدا ہو جائے وہ دو سال دودھ پلائے تاکہ تیس ماہ پورے ہو جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وحملہ وفصالہ ثلاثون شھرا (حمل اور فصل کی مدت تیس ماہ ہے۔

امام اعظم کے نزدیک دودھ پلانے کی مدت 30 مہینے ہے۔

اور امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک 2 سال ہے۔

امام شافعی کا بھی قول یہی ہے

امام زفر کے نزدیک یہ مدت تین سال ہے کیونکہ دو سال کے بعد بچے کو دفعۃً دودھ سے غذا کی طرف لانا مشکل ہے اس لیے بعد کے ایک سال میں دودھ کے ساتھ اس کو غذا کا عادی بنایا جائے گا۔ اور تین سال بعد مکمل دودھ چھڑا دیا جائے گا۔

امام ابو یوسف اور امام محمد کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت 30 ماہ ہے اور کم از کم حمل کی مدت 6 ماہ ہے تو دودھ چھڑانے کے لیے دو سال باقی بچے

امام اعظم کی دلیل یہی آیت ہے اس کی توجیہ یہ ہے اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں ذکر کی ہے حمل اور دودھ چھڑانے اور دونوں کی ایک مدت ذکر فرمائی یعنی 30 مہینے ان میں سے ہر ایک کی مدت مکمل 30 ماہ ہے

امام اعظم اور صاحبین دونوں کے قول مفتی بہ ہے لیکن علامہ حصکفی نے امام اعظم کے قول کو ترجیح دی ہے۔

Scanned with CamScanner

Date:

باب فی لبن الفحل (وہ مرد جو عورت کا دودھ اترنے کا سبب بنتا ہے۔)

لبن الفحل سے حرمت متعلق ہوتی ہے؟

لبن الفحل کے ساتھ حرمت ثابت ہوتی ہے اس سے مراد یہ ہے:
کسی عورت نے کسی بچی کو دودھ پلایا ہو تو یہ بچی اس عورت کے شوہر کے لئے حرام ہو گی اور اس مرد کے آباؤ اجداد کے لئے اور بیٹوں کے لئے بھی حرام ہو گی اور وہ شوہر جس کی وجہ سے عورت کے دودھ اترا ہے اس دودھ پینے والی بچی کا رضاعی باپ بن جائے گا۔
امام شافعی کے ایک قول کے مطابق لبن الفحل حرام نہیں ہوتا اس کی وجہ یہ ہے حرمت بعضیت کے شبہ کی وجہ سے ہوتی ہے اور دودھ عورت کے جسم کا حصہ ہے مرد کا حصہ نہیں ہے ہماری روایت وہ دلیل ہے جیسے ہم بیان کر چکے ہیں نسب میں حرمت دونوں طرف سے ہوتی ہے تو اسی طرح رضاعت میں بھی ہو گی۔

حرمت کے لبن الفحل سے متعلق ہونے میں فقہ شافعی و حنفی کا اختلاف:

امام شافعی کا موقف

امام شافعی سے یہ روایت منقول ہے ان کے نزدیک حرمت کا تعلق لبن الفحل سے نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے اس کی حرمت جز ہونے کا شبہ ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے اور دودھ عورت کا جز ہے مرد کا جز نہیں ہے۔

احناف کا موقف:

احناف اپنے موقف کی تائید میں وہ روایت ذکر کرتے ہیں جو پہلے گزر چکی ہے اور دوسری دلیل یہ نقل کی ہے نسب میں بھی حرمت دونوں طرف یعنی میاں اور بیوی دونوں کی طرف سے ثابت ہوتی ہے۔
تو رضاعت میں بھی میاں بیوی میں دونوں طرف سے ثابت ہونی چاہیے
امام ~~شافعی~~ اعظم کے موقف کی تائید وہ حضرت عائشہ والی حدیث جو ان کے رضاعی چچا کے حوالے سے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ گھر آ سکتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

Date:

باب فی رضاعۃ الکبیر (بڑی عمر کے شخص کی رضاعت کا حکم)

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں: رضاعت صرف وہ معتبر ہوتی ہے جو ہڈیاں مضبوط کرے اور گوشت کی نشوونما کا باعث ہو۔

رضاعت کا شرعی مدت اور ائمہ کا اختلاف

مناسب یہ ہے دودھ پلانے کا عمل رضاعت کی مخصوص مدت کے درمیان ہونا چاہیے اس کی وجہ ہم بیان کریں گے عمر رضاعت کے خصوص امام اعظم کے ہاں 30 ماہ ہے اور صاحبین کے نزدیک 2 سال ہے اور امام شافعی بھی اسی کے قائل ہیں امام زفر فرماتے ہیں تین سال ہے

آئمہ کرام - امام شافعی - امام احمد - امام ابو یوسف - امام محمد امام مالک اور اکثر اہل علم صحابہ وغیرہ کا اسی پر عمل ہے کہ رضاعت سے جو حرمت ثابت ہوتی ہے وہ دو سال کی مدت ہے۔

امام اعظم صرف ڈھائی سال کے قائل ہیں دلیل پہلے گزر چکی ہے۔

حلق میں دودھ ڈالنے ثبوت رضاعت میں فقہی مذاہب

امام شافعی فرماتے ہیں ناک کے ذریعے دودھ پلانا اور سینہ لگانا وغیرہ لگائے بغیر بچے کے حلق میں دودھ ڈال دینا بھی رضاعت کی طرح ہے۔

السعوط ← ناک کے ذریعے خوراک دینے

الوجور ← حلق میں دودھ ڈالنے کو کہتے ہیں۔

ان دونوں طریقوں سے حرمت ثابت ہونے کی روایت میں اختلاف ہے دونوں روایتوں میں صحیح ترین یہی ہے کہ اس بھی اسی طرح حرمت ثابت ہوتی جس طرح رضاعت سے ثابت ہوتی ہے۔

اصحاب رائے کا یہی قول ہے اور امام مالک کا حلق میں ڈالنے کے متعلق

Date:

امام مالک بھی یہی کہتے ہیں۔ کیونکہ اس طرح بھی خوراک پیٹ میں ہڈیوں کی نشوونما ہوتی ہے اس وجہ طریقہ میں سے گوشت بڑھے اور ہڈیوں کی نشوونما ہو اس سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے چاہے وہ کوئی بھی طریقہ سے خوراک دی گئی ہو۔

جمہور علماء فقہاء کے قول کے مطابق بڑے آدمی کو دودھ پلانے سے رضاعت کی حرمت ثابت نہیں ہوتی بلکہ معتبر رضاعت دو سال کی عمر ہے۔

باب من الرضع عند الفصال (دودھ چھڑانے کے وقت انعام دینا)

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رضاعت کا حق کیسے ادا کیا جا سکتا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک غلام یا کنیز ادا کرکے۔

باب: کن خواتین کو نکاح میں جمع کرنا مکروہ ہے؟

جمع کرنا: یعنی وہ عورتیں جو دوسری عورتوں کے ساتھ جمع ہو کر محرمات میں سے ہو جاتی ہیں اور ان کی دو قسمیں ہیں۔

(1) اجنبی عورتوں کو جمع کرنا (2) ذوات الارحام کو جمع کرنا

پہلی قسم یعنی اجنبی عورتوں کو جمع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ شریعت نے جن نکاحوں کی اجازت دی ہے ان سے زیادہ نکاح کرنا مثلاً شریعت نے آزاد مرد کو ایک وقت میں چار نکاح تک کی اجازت اور غلام کو دو نکاح تک کی اجازت دی ہے لہذا کسی آزاد شخص کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ ایک وقت میں چار سے زیادہ نکاح کرے اور غلام دو سے زیادہ عورتوں کو جمع کرے آزاد شخص کے لیے یہ جائز ہے کہ ایک وقت میں جتنی چاہے بغیر نکاح باندیاں رکھے باندیاں رکھنے کی تعداد کی کوئی قید نہیں ہے لیکن غلام بغیر نکاح باندی رکھنا جائز نہیں ہے

Scanned with CamScanner

Date:

دوسری قسم یعنی ذوات الارحام کو جمع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایسی دو عورتوں کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھا جائے گا جو آپس میں ذی رحم اور نسبی رشتہ دار ہوں جیسا کہ دو بہنوں کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا حرام ہے۔

اسی طرح دو بہنوں کو باندی بنا کر ان سے جماع کرنا بھی حرام ہے۔ خواہ وہ دونوں نسبی حقیقی بہنیں ہوں یا رضاعی بہنیں ہوں۔

اس بارے میں اصول اور ضابطہ یہ ہے کہ ایسی دو عورتیں جو ایک دوسرے کی رشتہ دار ہوں اور ایسا رشتہ ہو کہ اگر ان میں سے کسی ایک کو مرد فرض کر لیا جائے تو آپس میں ان دونوں کا نکاح درست نہ ہو خواہ وہ رشتہ نسبی حقیقی ہو یا رضاعی ہو تو ایسی عورتوں کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا جائز نہیں ہوتا۔

لہذا جس طرح دو حقیقی یا رضاعی بہنوں کو جمع کرنا حرام ہے اسی طرح لڑکی اور اس کی حقیقی یا رضاعی پھوپھی کو بیک وقت نکاح میں رکھنا حرام ہے

ایسے ہی لڑکی اور اس کی حقیقی یا رضاعی خالہ کو ایک ساتھ نکاح میں رکھنا حرام ہے اس قسم کے اور بھی رشتہ دار ہو تو حکم یہ ہی ہو گا۔

امام اعظم کے قول کے مطابق ہے کہ اگر اس شخص نے نکاح کے بعد اس عورت سے جماع کر لیا جس کے ساتھ نکاح کرنا اس کے لیے حلال نہیں تھا اس کو بھی سزا دی جائے گی خواہ وہ کسی مقدار میں ہوں۔

آزاد عورت اور باندی سے ایک ساتھ نکاح کرنا حرام ہے۔

نکاح متعہ (حکم)

علماء کا اتفاق ہے کہ جنگ خیبر سے پہلے متعہ حلال تھا پھر جنگ خیبر کے موقع پر متعہ حرام کر دیا گیا پھر فتح مکہ کے موقع پر تین دن کے لیے متعہ حلال کر دیا گیا اس کے بعد دائماً حرام قرار دیا گیا

Date:

نکاح متعہ باطل ہے اور جب کسی عورت سے اس طرح کا نکاح یعنی متعہ جائز نہیں ہوگا تو نہ اس سے جماع کرنا حلال ہوگا اور نہ اس پر طلاق واقع ہوگی اور نہ اس پر ایلا اور ظہار کے احکام نافذ ہوں گے اسی طرح ان کے درمیان وراثت کا کوئی سلسلہ بھی قائم نہیں ہوگا

باب: نکاح شغار کا حکم

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "شغار" سے منع کیا ہے۔

نافع سے دریافت کیا شغار سے مراد کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا آدمی مہر کے بغیر کسی بیٹی سے شادی کرے اور اپنی بیٹی کی شادی اس کے ساتھ کر دے یا کوئی آدمی مہر کے بغیر کسی کی بہن سے شادی کرے اور اپنی بہن کی شادی اس کے ساتھ کر دے

نکاح شغار کے متعلق ائمہ اربعہ کا اختلاف

امام شافعی کا موقف

حضرت امام شافعی کے ہاں تو اس طرح کا نکاح سرے سے صحیح ہی نہیں ہوتا۔

امام اعظم کا موقف

امام اعظم کا مسلک یہ ہے کہ کوئی شخص اس طرح سے نکاح کرے تو وہ نکاح صحیح ہو جائے اور مہر مثل دینا لازم ہوگا لیکن حکم یہ ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے

امام مالک کا موقف

فقہ مالکی کے مطابق نکاح شغار کا حکم یہ ہے اور جیسے نکاح شغار یعنی دو طرفہ رشتے کے نکاح کا نام دیا جاتا ہے رسول کریم نے شغار سے منع کیا ہے۔

اگر ان دونوں میں آپس میں مہر بھی مقرر کر دے تب وہ اسے مکروہ اور ناپسند قرار دیتے ہیں۔

Date: ________

باب : حلالہ کرنا

سرکار نے فرمایا کہ حلالہ کرنے والے اور جس کے لیے حلالہ کیا گیا ان دونوں پر لعنت کی گئی ہے۔

حلالہ سے متعلق حکم شرعی کا بیان

حتی تنکح زوجا غیرہ اس آیت کے ظاہری معنی کی وجہ سے سعید بن مسیب اور داؤد فرماتے ہیں کہ دوسرے خاوند کی صحبت کے بغیر پہلے خاوند سے نکاح درست ہے لیکن اس پر اجماع منعقد ہو چکا کہ دوسرے خاوند سے صحبت ہو (پہلے خاوند سے دوبارہ نکاح) درست ہونے کی شرط ہے اور اسی وجہ سے بعض ائمہ نے کہا ہے کہ آیت میں نکاح سے مراد صحبت ہے کیونکہ لغت میں نکاح کے معنی صحبت کے ہیں۔

اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ کہنا ٹھیک نہیں ہے کیونکہ صحبت کرنا تو خاوند کا فعل ہے اور عورت اس کا محل ہے پس عورت کی طرف اس کی نسبت کرنی جائز نہیں ہے

ہم کہتے ہیں کہ مجازاً جائز ہے اور یہ آیت مجاز سے خالی نہیں ہے کیونکہ نکاح کے معنی عقد کے ہیں تو زوج کے لفظ میں مجاز ہے گو کہ باعتبار آئندہ زوج کہہ دیا جائے اور اگر نکاح کے معنی صحبت کے ہیں تو نسبت میں مجاز ہے

حلالہ کے بعد دوسرے شوہر نے طلاق دے دی تو اب پہلے شوہر کے پاس کتنی طلاقوں کا مالک ہوگا اور اگر ایک یا دو طلاقوں کے بعد حلالہ ہوا تو اب پہلا شوہر کتنی طلاقوں کا مالک ہوگا۔ دوبارہ نکاح کرنے کی صورت میں جب حلالہ شرط کے ساتھ کیا جائے تو کیا حکم ہوگا ائمہ کا اس بارے میں کیا موقف ہے

Date:

اس پر سب کا اتفاق ہے کہ دوسرے خاوند سے صحبت ہونا پہلے خاوند کی تینوں طلاقوں کو مٹا دیتا ہے پس اگر وہ عورت پھر پہلے خاوند کے پاس چلی جائے تو بالاجماع پھر تین طلاقوں کا مالک ہو جاتا ہے

اور اس میں اختلاف ہے کہ تین طلاقوں سے کم کو بھی مٹا دیتا ہے یا نہیں یعنی اگر پہلے خاوند نے ایک یا دو طلاقیں دے دیں اور اس کی عدت پوری ہو گئی پھر اس نے نکاح صحیح سے دوسرا خاوند کر لیا پھر اس دوسرے خاوند نے بھی صحبت کرنے کے بعد اسے طلاق دے دی، اس کی عدت پوری ہو جانے کے بعد پھر یہ عورت پہلے خاوند کے پاس چلی گئی تو اب یہ پہلا خاوند تین طلاقوں کا مالک بن جائے گا یا کہ ایک یا دو طلاقوں کے بعد ان کے بقیہ ہی کا مالک رہے گا؟ -

امام اعظم اور امام ابو یوسف کا قول ہے کہ دوسرے خاوند سے صحبت ہونا تین طلاقوں سے کم کو بھی مٹا دے گا اور پہلا خاوند اب نئے سرے سے پوری تین طلاقوں کا مالک بن جائے گا -

امام محمد فرماتے ہیں کہ وہ تین طلاقوں سے کم کو نہیں مٹائے گا کیونکہ اللہ پاک نے اپنے قول: لا تحل لہ من بعد حتی تنکح میں دوسرے خاوند کی صحبت کو اس مغلظہ حرمت کی انتہاء ٹھہرائی ہے جو تین طلاقوں سے حاصل ہو رہی ہے یہ حکم ان تین طلاقوں کے لیے ہوگا اور کوئی شی ثابت ہونے سے پہلے ختم نہیں ہو سکتی

اور ہماری دلیل یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دوسرے خاوند کے صحبت کرنے سے پہلے ختم نہیں ہو سکتی اور ہماری دلیل یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دوسرے خاوند کے صحبت کرنے کے بعد طلاق دینے کو پہلے خاوند کے لیے حلال ہونے کا سبب ٹھہرا دیا ہے

Date:

اور اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لعن اللہ المحلل والمحلل لہ
نے دوسرے خاوند کو پہلے کے لیے حلال کرنے والا ٹھہرا دیا ہے۔
اور قاعدہ حلال ہونے میں یہ ہے کہ جب یہی حلال ہو پہلا
پہلا خاوند تین طلاقوں کا مالک بن جائے گا۔ اس کا مطلب ہے جب دوسرا
خاوند صحبت ہو نا درست تلازم کو مٹا دیتا ہے تو درست نقیض
کو وہ بدرجہ اولی مٹائے گا۔

اس میں ائمہ کا اختلاف ہے کہ پہلے خاوند کے تین طلاقیں دینے کے
بعد اگر عورت نے دوسرا خاوند کر لیا اور یہ اس سے شرط کر لی کہ مجھے
طلاق دے دینا چنانچہ اس نے صحبت کرنے کے بعد اسے طلاق دے دی
اور اس نے اپنی عدت پوری کر دی تو امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں
کہ نکاح صحیح میں صحبت ہو جانے کی وجہ سے یہ عورت پہلے
خاوند کے لیے حلال ہو گی اور شرطوں سے نکاح باطل نہیں ہوا کرتا۔
اور امام محمد سے مروی ہے کہ نکاح تو صحیح ہو جائے گا اس دلیل
سے جو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں لیکن پہلے خاوند کے لیے یہ حلال
نہ ہو گی کیونکہ اس نے اس امر میں جلدی کی کہ جس کو شرع نے
مؤخر کیا تھا پس اسے اس کا مقصود پورا ہونے کی سزا دی
جائے گی۔

امام احمد، امام مالک، امام ابو یوسف اور امام شافعی کے دو قول میں
سے درست کے مطابق کہ وہ نکاح ہی صحیح نہ ہو گا کیونکہ
یہ موقت نکاح کے حکم میں ہے اور جب نکاح ہی درست نہ ہوا
تو پہلے خاوند کے لیے حلال بھی نہ ہو گی اس وجہ سے کہ حلال ہونے
کی شرط نہیں پائی گئی اس نکاح کے درست نہ ہونے پر ان ائمہ
نے حضرت ابن مسعود کی حدیث صحیح کی شہادہ فرماتے ہیں کہ محلل
اور محلل لہ پر رسول اللہ کی لعنت ہے۔

Scanned with CamScanner

Date:

ہم کہتے ہیں یہ حدیث تو ہماری دلیل ہے نہ کہ ہمارے مخالف ہے۔
کیونکہ حضور نے دوسرے خاوند کو حلال کر دینے والا ٹھہرایا ہے پس یہ لفظ حلت کے ثبوت پر دلالت کرتا ہے اور اس سے نکاح کے درست ہونا لازم آتا ہے۔ ہاں یہ بات جدا رہی کہ ثانی دوسرے خاوند کے ایک حرام امر کے مرتکب ہونے پر بھی دلالت کرتا ہے اس کے ہم بھی قائل ہیں پس اگر اس صورت سے کسی نے نکاح کر لیا اور یہ شرط نہ کی گئی مگر اس کے دل میں یہ بات تھی کہ اسے طلاق دیدوں گا۔

تو امام ابوحنیفہ اور صاحبین اور امام شافعی کے نزدیک نکاح درست ہو جائے گا امام مالک اور امام احمد کا قول ہے کہ اب بھی درست نہ ہوگا اور اس کے مکروہ ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں۔

باب فی نکاح العبد بغیر اذن موالیہ

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

جو غلام اپنے آقا کی مرضی کے بغیر نکاح کرتا ہے وہ زانی ہوگا۔
جب کوئی غلام اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کرتا ہے تو اس کا نکاح باطل ہوگا۔

وضاحت: غلام یا کنیز ان کا نکاح ان کے آقا کی اجازت کے بغیر جائز نہیں ہے۔ امام مالک فرماتے ہیں غلام کے لیے ایسا کرنا جائز ہے کیونکہ جب وہ طلاق دینے کا حق رکھتا ہے تو نکاح کرنے کا بھی حق رکھتا ہے

ہماری دلیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے "جو غلام اپنے آقا کی اجازت کے بغیر شادی کرے وہ زانی ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے ان دونوں کے نکاح کو نافذ قرار دینا دونوں کے حق میں عیب ہے

Date:

کیونکہ ان دونوں میں عیب شمار ہوتا ہے لہذا وہ اپنے آقا کی اجازت کے بغیر اس کے مالک نہیں ہو سکتے۔

لونڈی غلام نے اگر خود نکاح کر لیا یا ان کا نکاح کسی اور نے کر دیا تو یہ نکاح مولیٰ کی اجازت پر موقوف ہوگا جائز کر دے گا نافذ ہو جائے گا رد کرے گا باطل ہو جائے گا۔

پھر اگر وطی بھی ہو چکی اور مولیٰ نے رد کر دیا تو جب تک آزاد نہ ہو لونڈی اپنا مہر طلب نہیں کر سکتی نہ غلام سے مطالبہ ہو سکتا ہے اگر وطی نہ ہوئی تب تو مہر واجب نہ ہوگا یہاں مولیٰ سے مراد عام ہے جیسے اس کے نکاح کی ولایت حاصل ہو مثلاً مالک نابالغ ہو تو اس کا باپ یا دادا۔ یا قاضی اور لونڈی۔ غلام سے مراد عام ہے مدبر، مکاتب، ماذون، ام ولد اور وہ جس کا کچھ حصہ آزاد ہو چکا سب کو شامل ہے۔

دیکھنے

باب الرجل ینظر الی المرأۃ وھو یرید ان یتزوجھا (مرد کا اپنی منگیتر کو دیکھنے کا باب)

(مرد کا اپنی منگیتر کو دیکھنے کا باب)

جب کوئی شخص کسی عورت کو نکاح کا پیغام بھیجے تو اگر اس کے لیے ممکن ہو تو اسے اس چیز کو دیکھ لینا چاہیے جو اسے اس عورت کے ساتھ شادی کی ترغیب دے۔

منگیتر کو دیکھنے میں مذاہب اربعہ

حضرت امام اعظم۔ امام شافعی۔ امام احمد کے نزدیک اور اکثر علماء کے نزدیک اپنی منسوبہ کو نکاح سے پہلے دیکھ لینا جائز ہے خواہ منسوبہ اس بات کی اجازت دے یا نہ دے لیکن امام مالک فرماتے ہیں کہ اس وقت ہی اپنی منسوبہ کو دیکھے گا جب وہ اجازت دے گی۔ بہتر مناسب یہ ہے کہ مرد اپنی منسوبہ کو دیکھنے کی بجائے کسی تجربہ کار اور معتمد عورت کو بھیج دے تاکہ وہ دیکھ کر ایسی معلومات فراہم کر دے جو مطلوب ہوں۔

Date:

باب الولی (ولی کا بیان)

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرتی ہے تو اس کا نکاح باطل ہوگا ۔ یہ بات آپ نے تین مرتبہ کہی ۔ اگر مرد نے عورت کے ساتھ صحبت کرلی تو مہر دینا واجب ہے کیونکہ اس نے اس سے لطف اٹھایا ہے اور اگر ولی ہونے میں اختلاف واقع ہو جائے تو حاکم وقت اس کا ولی ہے جس کا کوئی ولی نہ ہو ۔ اس مسئلہ میں احناف اور جمہور فقہاء کا اختلاف ہے احناف کا موقف امام اعظم فرماتے ہیں اور امام ابو یوسف کے نزدیک ظاہر الروایت کے مطابق عاقل اور بالغہ عورت کا نکاح ولی کی اجازت کے بغیر منعقد ہو جاتا ہے لیکن امام محمد کے نزدیک اس قسم کا نکاح ولی کی اجازت پر موقوف ہوگا ۔ اگر ولی اجازت دے گا تو نکاح منعقد ہو جائے گا ورنہ نکاح منعقد نہ ہوگا ۔

احناف کے دلائل ۔

قرآن کریم متعدد مقامات پر نکاح کی نسبت براہ راست عورت کی طرف کی گئی ہے ۔ جس معلوم ہوتا ہے کہ عورت اپنا نکاح خود کر سکتی ہے جیسا کہ حتی تنکح زوجا غیرہ اس آیت میں نکاح کی نسبت عورت کی طرف ہو رہی ہے جو اس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ نکاح عورت سے منعقد ہو سکتا ہے ۔

عقلی دلیل : عاقل بالغہ عورت اپنی مرضی سے کیے گئے نکاح کے جائز ہونے کی عقلی وجہ یہ ہے کہ اس نے اپنے حق میں تصرف کیا ہے اور اس کو یہ اختیار حاصل ہے اس لیے کہ وہ عقل اور شعور سے مالا مال ہے غلط اور صحیح میں امتیاز کر سکتی ہے یہی وجہ کہ اپنے مال میں تصرف کا اختیار رہتا ہے جیسے مرضی استعمال کرے اسی طرح شوہر کا بھی اختیار رکھتی ہے کہ جس سے نکاح کرے ۔

Scanned with CamScanner

Date: ____

اس میں شرط یہ ہے کہ حنفیہ کے یہاں عاقلہ بالغہ عورت اپنی مرضی سے کیا ہو اوہی نکاح منعقد ہوگا جو اس نے اپنے کفو میں کیا ہوگا تاکہ اس کے اولیاء کے لیے باعث ذلت و عار نہ ہو۔ اور اگر غیر کفو میں نکاح کیا تو منعقد نہیں ہوگا۔

جمہور کا موقف: جمہور فقہاء کے نزدیک اس قسم کا نکاح جو ولی کے بغیر ہو درست نہ ہوگا اس لیے کہ نکاح سے مقصود مقاصد نکاح ہوتے ہیں اگر ان کو عورتوں کے حوالے کر دیا جائے تو ان میں خلل واقع ہوگا اور وہ پوری طرح حاصل نہ ہو گے اس لیے کہ عورتوں کی عقل ناقص ہے۔

مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ کا موقف

امام مالک، شافعی، حنابلہ کے نزدیک بھی ولی کی اجازت کے بغیر نکاح درست نہ ہوگا۔

جمہور کے دلائل: اللہ تعالیٰ نے فرمایا قرآن پاک میں۔

1 اور نکاح کرا دیا کرو تم لوگ ان کے جو تم میں سے بے نکاح ہوں

(2) مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔

(3) تم اپنی عورتوں کو مشرک مردوں کے نکاح میں مت دو جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔ ان مذکورہ بالا آیات میں اولیاء کو متوجہ کر کے خطاب کیا گیا معلوم ہوا اولیاء کی اجازت کے بغیر عورت کا نکاح درست نہ ہوگا۔

جمہور کے دلائل کے جوابات: نکاح کر دیا کرو تم لوگ ان کے جو تم میں سے بے نکاح ہوں احناف کا موقف بھی یہی ہے کہ اولیاء کی دوسرا طرف سے امور نکاح طے ہونے چاہئیں اس میں تو اختلاف نہیں ہے اختلافی مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی عاقلہ بالغہ نے اپنا نکاح خود کر لیا تو وہ منعقد ہو گیا یا نہیں اس آیت میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ لہذا جمہور کا استدلال تام نہ ہوا۔

Scanned with CamScanner

Date:

باب العضل باب انکح الولیان باب اللہ تعالیٰ کے قول لاتعضلوھن

ان سب کی مختصر وضاحت اکٹھی ہی کی ہے لیکن الگ الگ

طلاق دینا

عضل کے معنی روک لینے کے ہیں۔ یعنی جب کسی عورت کا خاوند اسے طلاق دے یعنی پہلے والے شوہر سے

تو اس عورت کے ولی اس عورت کو زبردستی ولی بن جاتے ہیں اور اسے

نکاح سے روک دیتے اسے عضل کہتے تو سرکار فرمایا کہ اللہ تعالیٰ

نے اس سے منع کیا ہے۔

جب دو ولی ایک عورت کا الگ الگ فرد سے نکاح کر دیں تو نکاح

جس سے پہلا ہوا ہے اس سے ہی منظور ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حلال نہیں کسی کے لیے کہ وہ عورتوں کے زبردستی

وارث بن جائیں اور اسے نہ روکے۔ یعنی کسی کا شوہر مر جائے

تو اس کے ولی یعنی شوہر کے ولی اس عورت کو نکاح سے روک دیتے ہیں جس

کنواری لڑکی سے اس کے نکاح کے بارے میں مشورہ کیا جائے اگر خاموش رہے

تو یہ اس کا اذن ہے۔

اور ثیبہ اپنی ذات میں اپنے ولی سے زیادہ حق رکھتی ہے یعنی اس کا زبان

سے اقرار کرنا ضروری ہے۔

باب کفو کے احکام کے بارے میں

کفو کا لغوی معنی

کفو کا مطلب نظیر اور برابری ہے اسی سے نکاح میں کفاءت

سے مراد یہ ہے کہ خاوند کا حسب، دین، نسب اور عقل وغیرہ عورت سا برابر ہو

کفو کا اصطلاحی معنی

بعض معنی صفات مخصوصہ ممتازہ میں مساوی اور نظیر ہونا۔ نکاح

میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ لڑکا لڑکی کے معیار سے کم اور نیچا تو نہیں

کیونکہ جو لڑکی صفات مخصوصہ ممتازہ کے اعتبار سے اعلیٰ ہو تو وہ اس لڑکے

کا شریک بننے کو ناپسند کرے گی جو اس صفات میں ادنیٰ ہو تو لڑکی

وارث میں بھی ناپسند کرتے ہیں

Scanned with CamScanner

Date:

کفو میں عموماً چھ چیزوں کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔

1 اسلام — 2 حریت

3 نسب — 4 مال

5 تقویٰ اور دینداری — 6 پیشہ

کفو کی حقیقت اتنی ہے کہ لڑکے لڑکی میں جہاں تک ممکن ہو سکے مناسبت کا لحاظ کیا جائے۔

باب الصداق (عورتوں کے مہر کے بارے میں باب۔)

مہر کے ثبوت پر قرآن مجید کی آیات:

وآتوا النساء صدقاتهن نحلة — اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے ادا کرو

قد علمنا ما فرضنا عليهم في أزواجهم — ہم جانتے ہیں ہم نے جو مہر مسلمان کی بیویوں کے متعلق ان پر فرض کیا ہے۔

مہر کے ~~متعلق~~ کی مقدار کے متعلق ائمہ کا اختلاف

مہر کی مقدار کے متعلق فقہاء حنابلہ کا مذہب:

مہر مقدار مقرر نہیں ان کے نزدیک کہ کم از کم و زیادہ سے زیادہ ہو بلکہ ہر وہ چیز جس میں مال بننے کی صلاحیت ہو وہ مہر ہو سکتی ہیں۔

امام شافعی کا بھی یہی مسلک ہے۔

سعید بن مسیب نے اپنی بیٹی کا مہر دو درہم رکھوا اور اگر اس کا مہر ایک درہم بھی ہو تو یہ جائز ہے۔

اور امام اعظم۔ اور امام مالک نے کہا مہر کی کم از کم مقدار مقرر ہے اور یہ وہ مقدار ہے جس کے عوض چور کا ایک عضو کاٹ دیا جاتا ہے نیز مہر کے عوض عورت کا ایک عضو حلال ہو جاتا ہے تو اس کی وہ مقدار مقرر کی جائے گی جس کے عوض چور کا ایک عضو کاٹ دیا جاتا ہے۔

حنابلہ کی دلیل ہماری دلیل یہ کہ صحیح بخاری اور مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ایک عورت سے پوچھا کیا تو اپنے نفس اور مال کے عوض دو جوتیوں پر راضی ہو گئی اس عورت نے کہا ہاں۔

امام احمد حضرت جابر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کسی عورت کا مٹھی بھر طعام مہر رکھے تو وہ عورت اس کے لیے حلال ہو گئی۔

مہر کی مقدار کے متعلق فقہاء شافعیہ کا مذہب۔

مہر کی کم از کم مقدار میں اختلاف ہے امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ یہ مقرر نہیں ہے اور ہر وہ چیز جو قیمت اور اجرت ہو سکتی وہ مہر ہو سکتی ہے خواہ کم ہو یا زیادہ۔

ان کی دلیل یہ حدیث ہے صحابہ کا بھی یہی مذہب ہے حتی کہ حضرت عمر نے تین مٹھی انگوروں کو مہر فرمایا۔ سعید بن مسیب نے اپنی بیٹی کا دو درہم کے عوض نکاح کر دیا۔

مہر کی مقدار میں مالکیہ کا مذہب۔

مالکیہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ مہر کی کم از کم مقدار چوتھائی دینار یا خالص چاندی کے تین درہم ہیں یا جو اس کے مساوی ہے ساز و سامان ہے اور زیادہ سے زیادہ مہر کی کوئی حد نہیں ہے اور قول مشہور کے مقابلہ میں ابن وہب مالکی سے ایک درہم منقول ہے اور ابن وہب سے یہ بھی منقول ہے کہ کم از کم مہر کی کوئی حد نہیں ہے اور نکاح قلیل اور کثیر دونوں کے ساتھ جائز ہے۔

ان کی دلیل وہ قرآن پاک سے استدلال کرتے ہیں۔

ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنت المومنت فمن ما ملکت ایمانکم من فتیتکم المومنت ۔

اس آیت میں طاقت سے مراد مالی طاقت ہے ان کے نزدیک ایک پیسہ اور ایک مٹھی بھر جو کا اعتبار نہیں کیونکہ اس کی تو سب

Date:

سے استطاعت رکھتے ہیں تو آپ کا مہر کی کوئی حد نہ ہو ظاہر ان کے نزدیک تین درہم سے کم پر مال کا اطلاق نہیں کیا جاتا۔ اس لیے واجب ہے کہ تین درہم سے کم مہر جائز نہ ہو۔

مہر کی مقدار میں اضافہ کا موقف

ہمارے نزدیک مہر کی کم از کم مقدار دس درہم ہے ہماری دلیل حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو عورتوں کے نکاح صرف ان کے اولیاء کریں اور ان کا نکاح ان کے کفو میں کیا جائے اور کوئی مہر دس درہم سے کم نہ رکھوا جائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ دس درہم سے کم میں نہ عورتیں نکاح کی جائیں اور دس درہم سے کم مہر نہ رکھا جائیں۔

مہر کی دو قسمیں ہیں۔

1 مہر معجل ہے جو فوراً ادائیگی ہوتی ہے (2) مہر غیر معجل جس میں وقت دیا جاتا ہے

حریت کے مہر ہونے میں فقہی مذاہب

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ کو آزاد کیا ان کی آزادی کو ہی ان کا مہر مقرر کیا اس پر صحیح قول کے مطابق تمام صحابہ اور ائمہ فقہی بھی اکتفا کرتے ہیں کہ اس طرح کرنا درست ہے۔

باب: کوئی کام کرنا کو مہر مقرر کر کے شادی کرنا

اس بارے میں فقہی تفصیل یہ ہے کہ حضرت امام شافعی کے نزدیک بغیر مہر کے لفظ ہبہ کے ذریعہ نکاح کا جواز صرف حضور کے لیے تھا یہ کسی اور کے لیے جائز نہیں

جب حنفی مسلک یہ ہے کہ لفظ ہبہ کے ذریعہ نکاح کرنا تو سب کے لیے جائز مگر اس میں مہر واجب ہو یہ صرف حضور کا ہی خاص ہے لہذا اگر کوئی دوسرا شخص کرتا تو ایسا ہو تو اس پر مہر مثل واجب ہے اگر چہ وہ مہر کا ذکر کرے یا نہ کرے

Scanned with CamScanner

Date:

حدیث پاک کے آخر میں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم قرآن کو مہر قرار دیا چنانچہ بعض ائمہ نے اسے جائز قرار دیا ہے جبکہ کہ امام اعظم کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں یعنی تعلیم قرآن کو مہر قرار دے کے نکاح کر لینے کی صورت میں نکاح صحیح ہو جاتا ہے مگر خاوند پر مہر مثل واجب ہوتا ہے۔

سرکار نے فرمایا تم اس کو قرآن کی تعلیم دیا کرو یہ حکم بطور وجوب نہیں تھا بلکہ بطریق استحباب تھا لہذا یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ حضور نے تعلیم قرآن کو مہر قرار دیا تھا۔

شوہر کی ذمہ داریاں یعنی بیوی کے حقوق شوہر پر

1 مکمل مہر کی ادائیگی (2) بیوی کے تمام اخراجات (3) بیوی کی رہائش کا انتظام

4 بیوی کے ساتھ حسن معاشرت (5) بیوی سے مشورہ (6) بیوی کی بعض کمزوریوں کو نظر انداز کرے

(7) مرد بیوی کے سامنے سمارٹ بن کر رہے (8) گھر کے کام کاج میں اس کی مدد کرے خاص جب وہ بیمار ہو۔

بیوی کی ذمہ داریاں

1 شوہر کی اطاعت (2) شوہر کے مال و آبرو کی حفاظت (3) گھر کے اندرونی نظام کو چلانا اور بچوں کی تربیت کرنا (4) بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے (5) عورت کے دل میں شوہر کے پیسے کا درد ہو

باب: نظر نیچی رکھنے کا حکم

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اجنبی عورت پر نظر پڑنے کے بارے فرمایا تم اپنی نظروں کو پھیر لو۔

اس پر اجماع ہے کہ مرد کے لیے دوسرے مرد کے ستر کے علاوہ پورے جسم کی طرف نظر کرنا جائز ہے، اس پر بھی اہل علم کا اجماع ہے کہ بے ریش لڑکے کو لذت اور اس کی خوبصورتی سے متمتع ہونے کے ارادہ سے دیکھنا حرام ہے، مگر اپنی بیوی کو دیکھنا جائز ہے۔ اور اپنی ذی رحم عورتوں کو بھی دیکھنا جائز ہے حنفیہ کے نزدیک مواضع زینت میں

Scanned with CamScanner

Date:

سر - چہرہ - کان - گلا - سینہ - کلائی - پنڈلی - ہتھیلی پنڈلی
اور پاؤں شامل ہے۔ اگر مرد کسی عورت سے شادی کا ارادہ رکھتا
ہے تو اس کے لیے اس عورت کے چہرے کی طرف دیکھنا جائز ہے -
بغیر کسی حاجت اور ضرورت کے اجنبیہ کی طرف دیکھنے میں جمہور فقہاء
اور حنفیہ کے درمیان اختلاف ہے -

احناف کا موقف حنفیہ کے نزدیک شہوت سے بے خوف ہونے کی صورت میں اجنبیہ عورت
کی طرف دیکھنا جائز ہے - مگر ائمہ ثلاثہ کے نزدیک فتنہ اور
شہوت کا خوف ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں بلا ضرورت اجنبیہ
عورت کی طرف دیکھنا ناجائز ہے -

فتنہ کی تعریف فتنہ سے مراد گناہ یا شہوت ہے -

شہوت کی تعریف شہوت سے مراد دل کا مائل ہونے کا نام ہے -

مالکیہ کا موقف: مرد کے لیے جائز نہیں کہ وہ نوجوان عورت
کی طرف نظر کرے سوائے گواہی یا علاج وغیرہ کی مجبوری حالت کے -

شوافع کا موقف: آدمی کے لیے حلال نہیں کہ وہ عورت کی
طرف دیکھے -

امام غزالی لکھتے ہیں اجنبیہ عورت کی طرف نظر کرنا حرام ہے
حنابلہ کا موقف امام احمد کے ظاہری کلام کے مطابق آدمی کا اجنبیہ
عورت کے پورے جسم کی طرف بلا وجہ دیکھنا حرام ہے -

جمہور فقہاء کے دلائل:

آیت کریمہ: قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم:
معلوم ہوا مردوں کے لیے عورتوں کو دیکھنا جائز نہیں اس
لیے پردے کی آڑ میں عورتوں سے سوال کرنے کا حکم دیا گیا ہے -
جمہور کے نزدیک نظر نیچی رکھنے کا حکم اور اجنبیہ کی
طرف دیکھنا حرام ہے

Scanned with CamScanner

Date:

جمہور کا موقف کے نزدیک عورت کے لیے اجنبی مرد کی طرف دیکھنا جائز ہے جبکہ شوافع کے نزدیک حرام ہے

حنفیہ کا موقف عورت کے لیے اجنبی مرد کے ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنے تک نظر کرنا حلال نہیں اور اس کے ماسوا کی طرف دیکھنے میں کوئی حرج نہیں اسی طرح عورت دیکھتی ہے مرد کو کا مرد کی طرف نظر کرتا ہے اگر عورت شہوت سے اس میں ہو اگر عورت شہوت سے اس میں نہ ہو یا عورت کا مرد کی طرف نظر کرنے سے فتنہ کا خوف ہو یا شک ہو تو غیر عورت کا مرد کو دیکھنا حرام ہے -

مالکیہ کا موقف امام مالک کا بھی یہی قول ہے -

حنابلہ کا موقف: اس مسئلہ میں دو قول ہے عورت کا مرد کی طرف دیکھنے میں دو روایتیں ہیں - ایک روایت کے مطابق عورت پر مرد کے بدن کا وہ حصہ دیکھنا حرام ہے جو مرد کے لیے دیکھنا حرام ہے دوسری روایت: عورت کا ستر کے ماسوا دیکھنا جائز ہے —

اجماع کا قول: لوگوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ عورتوں کے لیے مردوں کی طرف دیکھنا حرام نہیں ہے جبکہ وہ خود پردے میں ہوں۔

شوافع کا مذہب: امام شافعی فرماتے ہیں عورت کے لیے اجنبی مرد کی طرف دیکھنا حرام ہے جیسا کہ مرد کے لیے اجنبیہ کی طرف دیکھنا حرام ہے -

شوافع کی دلیل: حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہ اور میمونہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ابن ام مکتوم صحابی سرکار کے پاس تشریف لائے اور یہ صحابی نابینا تھے تو سرکار نے ان سے فرمایا کہ پردہ کرو تو انہوں نے کہا کہ یہ تو نابینا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں تو نابینا نہیں ہوں نہ

Date:

دبر میں اور حیض کی حالت میں وطی کرنا کیسا؟

جمہور علماء کا اس بارے میں یہ ہے کہ دبر میں وطی کرنا حرام ہے۔ اور حیض کی حالت میں بھی وطی کرنا حرام ہے اگر کوئی شخص اس گناہ کا ارتکاب کر لیتا ہے تو ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اس پر کفارہ نہیں لیکن امام احمد فرماتے ہیں ایک دینار خیرات کرنا کافی ہے۔

کتاب النکاح تمت بالخیر۔

ان جیبی نوٹس میں صرف ان ابواب کی مختصر شرح کی ہے جو ضروری ہے باقیوں کو چھوڑ دیا یعنی جن کے تحت کوئی بحث نہیں یا ضروری بحث نہ تھی یا تکرار والی بحث کو چھوڑ دیا ہے۔

باب صلاۃ الخوف:

نمازِ خوف کا طریقہ احناف کے نزدیک:

امام اعظم، امام محمد، از حماد از ابراہیم روایت کرتے ہیں: جب امام اپنے اصحاب کو نمازِ خوف پڑھائے تو ایک جماعت امام کے ساتھ نماز پڑھے اور دوسری جماعت دشمن کے سامنے کھڑی رہے، جو جماعت امام کے ساتھ کھڑی ہے امام اس کو ایک رکعت نماز پڑھائے، پھر جس جماعت نے امام کے ساتھ ایک رکعت نماز پڑھی وہ کلام کیے بغیر دوسری جماعت کی جگہ کھڑی ہو جائے اور دوسری جماعت امام کے پیچھے آکر نماز پڑھے امام اس کے ساتھ رکعت پڑھے گا پھر یہ جماعت کوئی کلام کیے بغیر جماعت کی جگہ جا کر کھڑی ہو جائے اور پہلی جماعت آئے اور تنہا تنہا بقیہ ایک رکعت پڑھے، پھر وہ جا کر دوسری جماعت کی جگہ کھڑے ہو جائے اور پھر دوسری جماعت آئے اور بھی تنہا تنہا بقیہ پہلی رکعت پڑھے۔

امام محمد نے کہا۔ ہم اس پوری روایت پر عمل کرتے ہیں، لیکن پہلی جماعت دوسری رکعت کو بغیر قراءت کے پڑھے کیونکہ اس نے امام کے ساتھ پہلی رکعت پڑھی ہے اور دوسری جماعت اپنی دوسری رکعت قراءت کے ساتھ پڑھے گی اس کی امام کے ساتھ ایک رکعت رہ گئی یہی امام اعظم کا قول ہے۔

نمازِ خوف کے احکام:

یہ طریقہ دو رکعت والی نماز کا ہے خواہ وہ نماز ہی دو رکعت کی ہو جیسے فجر، عید، جمعہ یا سفر کی وجہ سے کی گئی دو رکعتیں اور چار رکعت والی نماز ہو تو امام ہر گروہ کے ساتھ دو دو رکعت پڑھے اور مغرب میں پہلے گروہ کے ساتھ دو رکعت پڑھے اور دوسرے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے۔ اس کے برعکس کیا تو نماز جاتی رہی۔

نمازِ خوف کی جو قرآن پاک میں آیت نازل ہوئی ہے یہ حضرت خالد بن ولید کے اسلام کا سبب، تمام یہ آیت سابقہ جہاد کے ذکر سے متصل ہے۔

Date:

امام محمد، امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں۔ جو شخص تنہا نماز خوف پڑھ رہا ہو وہ
قبلہ کی طرف منہ کرے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو سواری پر قبلہ کی طرف
منہ کر کے نماز پڑھے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو اشارے کے
ساتھ نماز پڑھے منہ جس طرف بھی ہو اشارہ کرتے ہوئے کسی چیز پر
سجدہ نہ کرے اپنے رکوع میں سجدہ سے زیادہ جھکے اور وضو کو ترک
نہ کرے اور نہ وہ رکعتوں میں قرأت کو ترک کرے۔ امام محمد فرماتے ہے
کہ امام اعظم کا بھی یہی قول ہے اور ہم اس پر ہی عمل کرتے ہیں۔

س: نماز خوف کتنی مرتبہ پڑھی گئی ہے؟

ج: نماز خوف ابن القصار نے ذکر کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۰ مرتبہ پڑھی۔
ابن العربی نے کہا: 24 مرتبہ پڑھی ہے۔ صلاۃ الخوف ۲

س: نماز خوف کا کیا کوئی فائدہ ہے؟

ج: اس کا فائدہ یہ ہے کہ جب امن میں ہو جائے تو خوف میں
جو نماز ادا کی ہے وہ قضا نہیں کرے گے۔

سفر کی نماز پڑھنے میں اختلاف ہے ایک روایت میں ہے کہ سرکار نے دونوں گروہوں
تین تین رکعت پوری پڑھائی۔ یعنی کل چھ رکعتیں۔

حسن کا قول ہے۔ جمہور علماء صلاۃ مغرب میں اس نظریہ سے اختلاف
رکھتے ہیں: یہ کہتے ہیں: وہ پہلے طائفہ کو دو رکعتیں پڑھائے اور دوسرے طائفہ
کو ایک رکعت پڑھائے۔

پھر اس میں علماء کا اختلاف اصول کی بناء پر بقیہ نماز کی قضاء کی جائے گی؟
کیا سلام سے پہلے یا سلام کے بعد؟ امام مالک اور امام اعظم کا نظریہ ہے
کہ سلام کے بعد قضاء کی جائے گی کیونکہ اس میں نماز کی ہیئت کی زیادہ
حفاظت ہے۔

امام شافعی نے فرمایا: پہلے گروہ کو ایک رکعت پڑھائے کیونکہ حضرت علی
نے جنگ صفین میں ایسا ہی کیا تھا۔

Scanned with CamScanner

Date:

سخت جنگ اور شدت قتال اور وقت کے فروج کے خوف میں نماز خوف ادا کرنے میں اختلاف ہے۔

امام مالک، ثوری، اوزاعی، امام شافعی اور عام فقہاء فرماتے ہیں جیسے ممکن ہو نماز ادا کرے کیونکہ حضرت عمر کا قول ہے۔ اگر خوف اس سے زیادہ ہو تو سوار ہو کر یا کھڑے ہو کر اشارے سے نماز پڑھے۔ موطا میں ہے خواہ قبلہ کی طرف منہ ہو یا نہ ہو۔

اوزاعی نے کہا: اگر فتح تیار ہو اور وہ نماز پر قادر نہ ہو تو ہر شخص خود اشارے سے نماز پڑھے اور اگر اشارے پر بھی قادر نہ ہو تو نماز موخر کر دے۔

اکیلے نے کہا فرماتے ہیں۔ جب خوف اس سے زیادہ ہو اور جنگ اپنے عروج پر ہو تو مسلمان قبلہ یا غیر قبلہ کی طرف جیسے بھی ممکن ہو نماز پڑھیں امام اعظم اور ان کے اصحاب ثلاثہ اس پر متفق ہیں کہ وہ نماز نہ پڑھیں جب کہ وہ حالت ہو بلکہ نماز موخر کر دیں اگر وہ نماز کے اندر جنگ لڑیں گے تو ان کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ امام شافعی کے نزدیک طعن اور ضرب پے در پے لگائی تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

جب خوف بڑھ جائے اتنا کہ سامنے سے گھوڑا بھی رہے اور نماز بھی پڑھ رہے تو اس حالت میں امام احمد بن حنبل کا قول ہے ایسی حالت میں فرضاً ایک ہی رکعت نماز پڑھیں گا۔

احناف اصحاب ہیں فرماتے ہیں کہ نماز موخر کی جائے گی ایسی حالت میں۔ امام بخاری اور بعض اصحاب اہل حدیث اور فقہاء کرام بھی اسی کے قائل ہے۔

حالت جنگ میں بھی نمازوں کو ان کے اوقات میں ہی ادا کریں گے اگرچہ سفر میں حالت یا حضر کی ہو ہر حال میں اس حال کے مطابق نماز ادا کی جائے گی۔

امام شافعی کہتے ہیں کہ مسلمانوں اور کافروں کی جنگ ہو رہی ہو تو اس وقت بھی مسلمان اپنے وقت میں نماز ادا کریں گے۔

امام اعظم کے نزدیک اس حالت میں نماز فرض نہیں ہے وہ بعد میں قضا کریں

Scanned with CamScanner

Date:

مسافت قصر کی مقدار میں مذاہب اربعہ

امام مالک کے نزدیک مسافت قصر متوسط رفتار سے ایک دن کی مسافت ہے۔

امام شافعی کے نزدیک 2 دن کی مسافت ہے۔

امام احمد بن حنبل کے نزدیک بھی قصر مسافت دو دن ہے۔

امام اعظم کے نزدیک قصر مسافت تین دن کی مسافت ہے۔

سمندری سفر میں تین دن کی مسافت معتبر ہے جب ہوا معتدل ہو۔

کتاب الضحایا۔ یہ کتاب قربانی کے بیان میں ہے۔

ذبح کے معنی

ذبح سے مراد حلق کا اتنا حصہ کاٹ دینا ہے جس سے جسم کا خون اچھی طرح خارج ہو جائے

قربانی شریعت کی اصطلاح میں:

1 مخصوص جانوروں میں سے جسے اللہ تعالیٰ کے تقرب کی خاطر عید کے دن سے لیکر ایام تشریق کے آخر تک ذبح کیا جائے وہ اضحیۃ قربانی ہے

2 اضحیہ مخصوص عمر کے مخصوص جانور کا نام ہے جسے اس کے شرائط و اسباب کے پائے جانے پر مخصوص دن میں تقرب کی نیت سے ذبح کیا جاتا ہے۔

(3) قربانی کے لیے عام طور سے نصوص احادیث میں لفظ اضحیۃ وارد ہوا ہے اس وجہ سے قربانی کا نام اضحیہ اس لیے پڑا کہ اس کی ادائیگی بوقت ضحیٰ کی جاتی ہے اور ضحی دن چڑھنے کو کہتے ہیں

قربانی کی دو اقسام ہیں؟

ایک واجب ہے اگر کوئی آدمی، عاقل، بالغ، آزاد، مقیم مسلمان، مالدار ہو تو اس پر قربانی کرنا واجب ہے اور اگر قربانی ترک کی تو گنہگار ہوگا۔

دوسری مستحب، اگر کوئی مسلمان سفر میں یا غیر ملک میں ہو یا محتاج ہو اور قربانی کرے تو مستحب ہے

جس طرح زکوٰۃ واجب نصاب پر الگ الگ لازم ہوتی ہے اسی طرح قربانی بھی ہر صاحب نصاب پر الگ الگ لازم ہوگی چنانچہ ایک قربانی ایک گھرانے کی طرف سے کافی ہونے کا خیال درست نہیں ہے

Date:

قربانی کرنے والے کی شرائط:

1. قربانی کی نیت کرنا: نیت کے بغیر قربانی جائز نہیں ہوتی کیونکہ بعض اوقات گوشت کے لیے بھی جانور ذبح کیا جاتا ہے قربانی کے لیے دل سے نیت کرنا کافی ہے اور زبان سے کچھ کہنا ضروری نہیں ہے۔

(2) حصہ داروں کا تعین جس قربانی میں حصہ داروں کی گنجائش ہو وہاں کوئی ایسا شخص حصہ دار نہ بنایا جائے۔ جو سرے سے ہی رضائے خداوندی کی نیت نہ رکھتا ہو۔ اگر قربانی کرنے والوں کے ساتھ باقی جو میں کوئی نصرانی گوشت کے ارادے سے شریک ہو تو کسی کی قربانی صحیح نہ ہوگی۔ قربانی کے علاوہ باقی ثواب کے کاموں کا بھی یہی حکم ہے

(3) وقت ذبح اجازت دینا: قربانی کرتے وقت ذبح کنندہ کوئی اور ہو تو جب تک ذبح کرنے والے کی جانب سے اجازت نہ ہو تو قربانی جائز نہ ہوگی۔

قربانی کے لئے کس قسم کا جانور ہونا ضروری ہے؟

1. قربانی کے جانور کا واضح عیب سے پاک ہونا ضروری ہے اندھا، کانا، لنگڑا اتنا کمزور جانور جس میں گوشت برائے نام ہو یا جڑ سے کٹے ہوئے کان یا دم کٹے وغیرہ کی قربانی کرنا جائز نہیں۔

(2) جس جانور کے دانت نہ ہوں اگر وہ چارا کھا لیتا ہے تو اس کی قربانی جائز ورنہ نہیں۔

(3) جو جانور مجنون ہو گیا ہو تو اگر وہ چارہ کھا سکتا ہے تو اس کی قربانی جائز ہے ورنہ نہیں خارش زدہ جانور اگر فربہ ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔

(4) جس کی زبان کٹی ہے اگر چارہ کھائے تو ٹھیک ورنہ جائز نہیں۔

(5) جس جانور کی چار ٹانگوں میں سے ایک کٹی ہو تو قربانی جائز نہیں ہے

(6) شریعت کا قاعدہ ہے جو عیب کسی فائدہ کو بالکل ختم کر دے یا خوبصورتی کو ضائع کر دے اس کی قربانی جائز نہیں اور جو عیب اس سے کم درجہ کا ہو کا ہو اس کی وجہ سے قربانی ممنوع نہیں۔

ذبح کا مسنون طریقہ جانور کو آسانی سے بائیں کروٹ لٹائے ذبح کرنے والے جانور کا چہرہ قبلہ رخ ہو فقط تین پاؤں باندھے دائیں پاؤں سے

Scanned with CamScanner

Date:

ذبح کریں چھری اچھی طرح تیز کرے اور چھری چلانے میں نہایت جلدی کرئے ۔ گردن کو اس کی ابتداء سے لے کر سینے کی ابتداء تک کسی جگہ اس طرح کاٹا جائے کہ گردن کی چار رگیں کٹ جائیں ۔ دو شہ رگیں تیسرے نرخرہ اور چوتھی خوراک کی نالی ان چاروں میں سے تین رگیں کٹ جائیں تو بھی جانور حلال ہو جاتا ہے ۔

باب ما جاء فی ایجاب الاضاحی قربانی کے واجب ہونے کے بارے میں باب

قربانی کا نصاب ۔

قربانی واجب ہونے کا نصاب وہی ہے جو نصاب صدقۃ الفطر کے واجب ہونے کا ہے یعنی جس مرد و عورت کی ملکیت میں ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا نقدی مال یا تجارت کا سامان یا ضرورت سے زائد سامان میں سے کوئی ایک چیز یا ان پانچوں چیزوں یا بعض کا مجموعہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو ایسے مرد و عورت پر قربانی واجب ہے ۔

قربانی کا حکم

امام اعظم کے نزدیک قربانی دینا واجب ہے اور صاحبین کے نزدیک قربانی دینا سنت موکدہ ہے ۔

باب : میت کی طرف سے قربانی کرنا

میت کی طرف سے اسے ثواب پہنچانے کی نیت سے یا زندہ [illegible] کی طرف سے ثواب پہنچانا ہو تو اسے قربانی کرنا جائز ہے یعنی میت کی جانب سے قربانی کرنا جائز ہے جیسے تحت الباب حدیث پاک میں آیا ہے کہ حضرت علی ہر سال حضور کی طرف سے قربانی دیتے تھے ۔

باب جو شخص قربانی کرنا چاہتا ہو اس کا ذوالحج کے پہلے عشرہ میں بال کاٹنا

تحت الباب حدیث میں آیا ہے کہ حضور نے فرمایا ۔ جس کے پاس قربانی کا جانور ہو جسے اسے ذبح کرنا ہو تو جب ذوالحج کا چاند نظر آ جائے تو اس شخص

Scanned with CamScanner

Date:

کو قربانی کر دینے تک اپنے بال یا ناخن نہیں تراشنے چاہییں۔

یہ جو حدیث پاک میں حکم آیا ہے امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں اس بارے میں کہ یہ حکم استحبابی ہے اگر بندہ چاہے تو اس طرح کرے اور اگر چاہے تو نہ کرے لیکن اگر اسے بغیر زیر ناف بال یا ناخن تراشے یا اکھاڑے ہوئے چالیس دن ہو گئے تو اب ان دنوں میں بھی اسے بال کاٹنے اور ناخن تراشنا واجب ہے اگرچہ دس ذوالحجہ کی رات چالیس دن مکمل ہو تب بھی اسے فوراً کاٹنے ہوں گے۔

باب ما یستحب من الضحایا (کون سے جانوروں کی قربانی مستحب ہے)۔

جو جانور قربانی کے لیے ذبح کیے جا سکتے ہیں: بھیڑ، بکری، گائے، بھینس اونٹ (نر، مادہ) ہیں۔

دلیل: قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ثَمٰنِیَةَ اَزْوَاجٍ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَیْنِ وَ مِنَ الْمَعْزِ اثْنَیْنِ ۔ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَیْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَیْنِ۔

ترجمہ: آٹھ جانور ہیں دو بھیڑوں میں سے اور دو بکریوں میں سے دو اونٹوں میں سے اور دو گایوں میں سے۔

قربانی کے جانوروں میں بھینس بھی داخل ہے کیونکہ یہ بھی گائے کی ایک قسم ہے لہٰذا بھینس کی قربانی بھی جائز ہے۔

1 **دلیل:** اجماع امت: ائمہ حضرات کا اس بات پر اجماع ہے کہ بھینس کا حکم گائے والا ہے۔

2 حضرت حسن بصری فرماتے ہیں بھینس گائے کے درجہ میں ہیں۔

3 لغت میں بھی یہ ہی ہے کہ بھینس گائے کی ایک قسم ہیں۔

حلال جانور کے سات اعضاء کھانا مکروہ ہیں: حضرت مجاہد بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ سات اعضاء نہیں کھاتے تھے۔ (1) خون (2) مادہ جانور کی شرمگاہ (3) خصیتین (4) غدود (5) نر جانور کی پیشاب گاہ (6) مثانہ (7) پتہ

Date:

جانور کی عمر: قربانی کے جانوروں میں بھیڑ، بکری ایک سال، گائے
بھینس دو سال اور اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے البتہ
وہ بھیڑ اور دنبہ جو دیکھنے میں ایک سال کا لگتا ہو اس کی قربانی بھی
جائز ہے۔

باب ما یجوز من السن فی الضحایا (کتنی عمر کے جانور کی قربانی جائز ہے)

حضور نے فرمایا: صرف "مسنہ" کی قربانی کرو البتہ اگر اس کے حصول
میں تمہیں دشواری ہو تو بھیڑ کا "جذع" ذبح کر دو۔

مسنہ جانوروں کے متعلق فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

بکری اور بھیڑ کا مسنہ: حنفیہ کے نزدیک جس نے ایک سال پورا کر لیا ہو۔
مالکیہ کے نزدیک وہ جس نے دو سال پورا کر لیا ہو۔
شافعیہ کے نزدیک وہ جس نے دو سال پورا کر لیا ہو ایک قول کے مطابق جس نے دو سال
پورا کر کے تیسرے میں داخل ہو چکا ہو۔
حنابلہ کے نزدیک وہ جو ایک سال پورا کر کے دوسرے میں داخل ہو چکا ہو۔
اور گائے میں مسنہ وہ احناف کے نزدیک جس نے دو سال پورا کر لیا ہو۔
مالکیہ کے نزدیک وہ جس نے تین سال پورے کر لیا ہو اور چوتھے میں داخل ہو گئی ہو
شافعیہ کے نزدیک وہ جس نے دو سال پورا کر لیا ہو اور تیسرے میں داخل ہو گئی ہو۔
حنابلہ کے نزدیک وہ جس نے دو سال پورے کر لیا ہو اور تیسرے میں داخل ہو گئی ہو۔
اونٹ میں مسنہ وہ جس نے پانچ سال پورا کر لیا ہو۔ احناف کے نزدیک
باقی ائمہ ثلاثہ کے نزدیک وہ جس نے پانچ سال مکمل کر لیا اور چھٹے میں
داخل ہو گیا ہو۔

جذع سے متعلق مذاہب اربعہ کا بیان:

حنفیہ کے نزدیک جس جانور کے چھ ماہ پورے ہو چکے ہوں۔
مالکیہ کے نزدیک اور شوافع کے نزدیک وہ جس کا ایک سال پورا ہو چکا ہو اور دوسرا شروع ہو
حنابلہ کے نزدیک جس کے چھ ماہ مکمل ہو کر ساتواں شروع ہو چکا ہو۔

Scanned with CamScanner

Date:

باب: ما یکرہ من الضحایا (کون سے جانور کی قربانی مکروہ ہے)

تحت الباب حدیث سے ان جانوروں کی قربانی کرنا جائز نہیں ہے یہ پتہ چلا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایسا کانا جانور جس کا کانا پن ظاہر ہو۔ ایسا بیمار جس کی بیماری ظاہر ہو، ایسا لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو اتنا کمزور جانور کہ اس کی ہڈیوں میں گودا ہی نہ ہو۔ مصفرہ، مستاصلہ، بخقاء، مشیعہ، کسراء، عوراء، مقابلہ، مدابرہ، خرقاء ان جانوروں کی قسموں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی سے منع کیا ہے۔

مصفرہ: وہ جانور ہے جس کا کان جڑ سے کاٹ دیا گیا ہو یہاں تک کہ اس کا سوراخ نظر آنے لگے۔

مستاصلہ: وہ جانور ہے جس کا سینگ جڑ سے نکال دیا گیا ہو۔

بخقاء: وہ جانور ہے جس کی بینائی رخصت ہو جائے لیکن آنکھ موجود ہو۔

مشیعہ: وہ جانور ہے جو کمزوری اور ضعف کی وجہ سے دوسری بکریوں کا ساتھ چل نہ سکے۔

کسراء: وہ جانور ہے جس کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہو۔

مقابلہ: جس کے کان کا کنارہ کٹا ہوا ہو

مدابرہ: جس کا کان پیچھے کی طرف سے کٹا ہوا ہو

شرقاء: جس کا کان چیر دیا گیا ہو

خرقاء: مخصوص نشانی کے لیے جس کے کان میں سوراخ کر دیا گیا ہو۔

اعضب سے کیا مراد ہے: جس کا سینگ نصف یا اس سے زیادہ ٹوٹا ہوا ہو اس سے قربانی منع نہیں ہے

باب فی البقر والجزور عن کم تجزء (گائے اور اونٹ کی قربانی کتنے لوگوں کی طرف سے ہو سکتی ہے)

حضور نے فرمایا ایک گائے سات آدمیوں کی طرف سے ذبح کرنا اور اونٹ کو بھی سات آدمیوں کی طرف سے قربان کیے جائیں گے۔ صحابہ کرام اور دیگر علماء کا اسی پر عمل ہے۔

Scanned with CamScanner

Date: ____________

باب من ذبائح اهل الکتاب (اہل کتاب کے ذبیحے کا حکم)

آیت: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جن کو کتاب دی گئی ان کا کھانا تمہارے لئے حلال اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے۔

مسلمان اور اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے اسی آیت کے سبب جو اوپر بیان کر دی ہے اور ذبیحہ کی شرط میں سے یہ ہے کہ ذبح کرنے والا بسم اللہ کہنے اور اس کے طریقہ کو جانتا ہو۔

اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے مگر اس میں چند امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

اول: ذبح کرنے والا واقعتاً اہل کتاب بھی ہو بہت سے لوگ ایسے ہیں جو قومی حیثیت سے یہودی یا عیسائی کہلاتے ہیں مگر عقیدے کے اعتبار سے وہ کسی دین و مذہب کے قائل ایسے لوگ شرعاً اہل کتاب نہیں اور ان کا ذبیحہ بھی حلال نہیں۔

دوم: بعض لوگ پہلے مسلمان ہوتے ہیں بعد میں یہودی یا عیسائی بن گئے یہ لوگ بھی اہل کتاب نہیں ہے بلکہ شرعاً مرتد ہیں اور مرتد کا ذبیحہ مردار ہے۔

سوم: یہ بھی ضروری ہے کہ ذبح کرنے والا اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کرے اس کے بغیر بھی حلال نہیں ہے چہ جائیکہ کسی کتابی کا

چہارم: ذبح کرنے والے نے اپنے ہاتھ سے ذبح کیا ہو آج کل مغربی ممالک میں مشین سے جانور کاٹے جاتے ہیں اور اللہ کا نام ٹیپ پر لگا دیا جاتا ہے گویا بسم اللہ کہنے کا کام آدمی کے بجائے ٹیپ کرتی ہے اور ذبیحہ کا کام آدمی کے بجائے مشین کرتی ہے ایسے جانور حلال نہیں بلکہ مردار ہے۔

باب ما جاء فی ذکاۃ الجنین (جانور کے پیٹ میں موجود ذبح کا حکم)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جانور کے پیٹ میں موجود بچے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو اسے کھا لو کیونکہ اس کی ماں کا ذبح کرنا اسے ذبح کرنا شمار ہو گا۔

Scanned with CamScanner

Date:

پیٹ میں موجود بچے کو ذبح کرنے سے متعلق مذاہب اربعہ کا بیان

حدیث کا ظاہری مطلب تو یہ ہے کہ ماں کا ذبح ہونا اس کے پیٹ کے بچے کے حلال ہونے کے لئے کافی ہے مثلاً کسی شخص نے اونٹنی کو نحر کیا یا بکری کو ذبح کیا اور اس کے پیٹ سے مرا ہوا بچہ نکلا تو اس کو کھانا جائز ہے چنانچہ امام مالک امام شافعی امام احمد بن حنبل کا یہ مسلک ہے لیکن امام شافعی کے نزدیک تو اس بچہ کا کھانا ہر حال میں درست ہوگا خواہ اس کے جسم پر بال ہوں یا نہ ہوں اور حضرت امام مالک کے نزدیک اس بچہ کو کھانا اس صورت میں جائز ہوگا جبکہ اس کی جسمانی ساخت مکمل ہو چکی ہو اور اس کے بدن پر بال نکل چکے ہوں۔ ان تینوں ائمہ کے برخلاف

حضرت امام اعظم کا مسلک یہ ہے کہ اس بچہ کو کھانا حلال نہیں ہے ہاں اگر وہ بچہ ماں کے پیٹ سے زندہ نکلے پھر اس کو ذبح کیا جائے تو اس صورت میں اس کو کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

احناف کی طرف سے اپنے مسلک کی دلیل کے طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ حضور نے فرمایا ہے اگر شکار پانی میں گر جائے پھر اس سے مردہ نکلے تو اس کو کھانا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ احتمال ہے کہ وہ پانی میں ڈوبنے کی وجہ سے مرا ہو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جان نکلنے کے سبب میں شک واقع ہو جانے کی وجہ سے اس شکار کو کھانا حرام قرار دیا تو چونکہ وہی چیز یعنی جان نکلنے کے سبب میں شک کا واقع ہونا ذبیحہ کے پیٹ سے نکلنے والے مردہ بچہ کے بارے میں موجود ہے اس لئے وہ بھی حرام ہوگا کیونکہ جسطرح پانی میں گر جانے اور شکار کی موت کا سبب معلوم نہیں ہوسکتا اسی طرح اس مردہ بچہ کی موت کا سبب بھی معلوم نہیں ہوسکتا کہ آیا وہ اپنی ماں کے ذبح کئے جانے کے سبب مرا ہے یا دم گھٹنے کی وجہ سے مرا ہے اس حدیث کا تعلق ہے حضرت امام اعظم نے اس کے یہ معنی ہونے میں کلام کیا ہے -

Scanned with CamScanner

باب فی العتیرۃ (عتیرہ کا بیان)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرع اور عتیرہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں بعض حضرات نے یہ بیان کیا ہے "فرع" سے مراد اونٹنی کا سب سے پہلا بچہ ہے۔ اسے وہ لوگ یعنی زمانہ جاہلیت میں بتوں کے نام پر ذبح کر دیتے تھے پھر اس کا گوشت کھا لیتے اور اس کی کھال درخت پر ڈال دیتے تھے۔ "عتیرہ" وہ جانور ہے جسے رجب کے پہلے عشرے میں ذبح کیا جاتا تھا۔

باب فی العقیقہ (عقیقہ کا بیان)

حضور نے فرمایا لڑکے کی طرف سے ایک جیسی دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری عقیقہ میں قربان کی جائے گی۔

امام ابو داؤد فرماتے ہیں میں نے امام احمد کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے "مکافئتان" کا مطلب دو برابر کی یا دو ایک دوسرے کے قریب کی بکریاں ہیں۔

تحت الباب حدیث پاک میں آیا ہے ہر لڑکا یا بچہ اپنے عقیقہ کے عوض رہن ہوتا ہے، ساتویں دن اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے، بچے کا سر مونڈ کر اس پر خون بہایا جائے گا۔ قتادہ سے خون کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ اسے کیسے لگایا جائے گا؟ تو انہوں نے جواب دیا، جب تم عقیقہ کا جانور ذبح کرو تو اس کی کچھ روئی یعنی بال لے کر اس کی گردن کی رگوں کے آگے کر کے (خون آلود کر دو) پھر انہیں بچے کی چندیا پر یوں رکھو کہ بچے کے سر پر دھاگے کی طرح خون بہہ جائے پھر اس کے بعد اس کے سر کو دھو کر اس کا سر مونڈ دیا جائے۔ اس حدیث پاک کے بارے میں امام ابو داؤد فرماتے ہیں اس میں جو الفاظ "اس پر خون بہایا جائے" کے الفاظ ہمام نامی راوی کا وہم ہے۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں اس روایت کے الفاظ ہمام کے برخلاف نقل کیے گئے ہیں تو یہ ہمام کا وہم ہے اصل لفظ یہ ہے "یسمی" اس کا نام رکھا جائے تو ہمام نے اسے یوں روایت کیا "یدمّٰی" (اس پر خون بہایا جائے)

Date:

کتاب الجہاد

جہاد کا لغوی معنی: جہاد کا لغوی معنی یہ ہے کہ انسان کا اپنی کسی مرغوب چیز کو حاصل کرنے یا ناپسندیدہ چیز سے بچنے کے لئے انتہائی درجہ کی بھرپور کوشش کرنا ہے

جہاد کی شرعی معنی کا بیان تمام فقہاء کرام کا اتفاق ہے کہ جہاد شریعت میں قتال فی سبیل اللہ اور اس کی معاونت کو کہتے ہیں

جہاد کی تعریف فقہ حنفی میں اللہ کے رستے میں قتال کرنے میں اپنی جان، مال اور زبان اور دوسری چیزوں سے بھرپور کوشش کرنے کو جہاد کہتے ہیں۔

جہاد کے معنی کافروں کو دین حق کی طرف دعوت دینا اور ان سے قتال کرنا اگر وہ دین حق کو قبول نہ کریں ہے

فقہ مالکی میں ۔ جہاد کے معنی مسلمانوں کا ذمی غیر کافروں سے اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے قتال کرنا

فقہ شافعی جہاد کے معنی شرعی اپنی پوری کوشش سے قتال کرنے میں صرف کرنا ہے

جہاد کی تعریف حنبلی میں جہاد کافروں سے لڑنے کو کہتے ہیں ہے حنبلی

جہاد کا حکم جہاد ایک محکم فریضہ اور اللہ پاک کا قطعی فیصلہ ہے جہاد کا منکر کافر ہو گا اور جہاد سے عذر رکھنے والا گمراہ ہو گا۔

جہاد کی اقسام جہاد کی دو قسمیں ہیں ۔ (1) اقدامی جہاد (2) دفاعی جہاد

اقدامی جہاد: مسلمانوں کا کافروں کے خلاف خود اقدام جہاد کرنا، اگر یہ اقدام ان کافروں پر ہے جن تک دین کی دعوت تبلیغ پہنچ گئی ہے تو ایسے کافروں کو حملے سے پہلے دعوت دینا مستحب ہے اور اگر دعوت نہیں پہنچی تو پہلے دعوت دی جائے گی اگر نہ مانیں تو جزیہ کا مطالبہ کیا جائے گا اور یہ بھی نہ مانیں تو ان سے قتال کیا جائے گا۔

دفاعی جہاد: کی بدولت وہ کافر جو مسلمانوں کے خلاف کاروائی کا ارادہ رکھتے ہوں دب جاتے ہیں ان کے دشمن خوف زدہ اور مرعوب ہو کر اسلام کے خلاف سازشیں نہیں کرتے اس لئے کافروں کو مرعوب رکھنے اور انہیں اپنے غلط عزائم کی تکمیل سے روکنے اور دعوت اسلام کو دنیا کے ایک ایک چپے تک پہنچانے اور دعوت

Scanned with CamScanner

Date: ______

کے راستے سے رکاوٹیں ہٹانے کے لیے اقدامی جہاد فرض کفایہ ہے۔ اگر کچھ مسلمان یہ عمل کرتے ہیں تو سب کی طرف سے کافی ہے لیکن اگر کوئی بھی نہ کرے تو سب گناہ گار ہوں گے۔

دفاعی جہاد: یعنی اپنے ملک پر حملہ کرنے والے کفار سے دفاعی جنگ لڑنا یہ اہم ترین فریضہ ہے۔

مندرجہ ذیل صورتوں میں جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔

(1) جب کفار مسلمانوں کے کسی شہر یا بستی پر حملہ آور ہو جائیں یا قابض ہو جائیں۔

(2) جب کفار مسلمانوں کے کچھ افراد کو گرفتار کریں۔

(3) ایک مسلمان عورت گرفتار ہو جائے تو اسے کافروں سے نجات دلانا تمام مسلمانانِ عالم پر فرض ہو جاتا ہے۔

(4) جب مسلمانوں اور کافروں کی جماعتیں ایک دوسرے کے آمنے سامنے آجائیں اور جنگ شروع ہو جائے۔

(5) جب امام پوری قوم یا کچھ افراد کو جہاد کے لیے نکلنے کا حکم دے۔

فائدہ: فرض عین کا معنی یہ ہے کہ اس جہاد میں سب نکلیں گے۔ یہاں تک کہ بیٹا والدین کی اجازت کے بغیر، بیوی اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر وغیرہ۔

شریعت اسلامیہ کی رو سے جہاد کی مندرجہ ذیل اور بھی اقسام ہیں۔

(1) جہاد بالعلم (2) جہاد بالعمل (3) جہاد بالمال (4) جہاد بالنفس (5) جہاد بالقتال۔

باب: ھل الهجرۃ منقطعۃ کیا ہجرت منقطع ہو چکی ہے؟

تحت الباب حدیث پاک میں آیا ہے۔ ہجرت نہیں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ فتح مکہ سے پہلے تو مکہ سے بلکہ ہر دار الکفر سے مدینہ کو ہجرت کرنی فرض عین تھی کیونکہ مدینہ میں دین کے نام لیواؤں کی تعداد بہت کم تھی وہ ہر اعتبار سے بہت کمزور و ضعیف تھے لہذا ہجرت کو فرض قرار دیا گیا تاکہ ہر طرف سے مسلمان مدینہ پہنچ کر وہاں کے مسلمانوں کی مدد و اعانت کریں اور اس طرح سے شرکوں اور اللہ کے باغیوں کی طاقت زائل و مغلوج ہو

Date:

پھر جب اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ کے ذریعہ مسلمانوں کو عام غلبہ عطا فرمایا اور ان کی شوکت بڑھائی تو وہ علت یعنی مدینہ کے مسلمانوں کا کمزور اور قلیل المقدار ہونا زائل ہوگئی۔ اور اس وقت سے ہجرت کی فرضیت ختم ہوگئی لیکن کچھ صورتوں میں ہجرت کا استحباب باقی ہے جیسے جہاد کے لیے اپنے وطن سے نکلنا حصول علم کی خاطر کسی دوسری جگہ چلے جانا اور دار الکفر اور دار الفتنہ سے یا کسی ملک و شہر سے نکل بھاگنا جہاں بداعمالیاں شروع ہو چکی ہوں اور برائیاں سرزد ہوگئی ہوں۔

لیکن جہاد اور نیت باقی ہے کا مطلب یہ ہے کہ دین کے دشمنوں اور اللہ کے باغیوں کا دعویٰ سرنگوں کرنے کے لیے جہاد کی نیت رکھنے اور اس عمل پیرا کرنے کا حکم باقی ہے حاصل یہ ہے کہ ہجرت یعنی اپنا وطن چھوڑ کر مدینہ چلے جانا مسلمان پر فرض تھا پھر یہ حکم ختم ہوگیا لیکن جہاد کے سبب سے یا نیت صالحہ کی بنا پر کفار کے یا اور جاہل کفار کے یا اور جاہل و بدعت اور فتنوں کے گڑھ سے نکل بھاگنے یا طلب علم کے لیے اپنا وطن چھوڑ دینا باقی رہا اور اس کا حکم منسوخ نہیں ہوا۔

تحت الباب حدیث پاک میں آیا ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ان چیزوں کو ترک کر دے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔

باب فی سکنی الشام (شام میں رہائش اختیار کرنے کا باب۔)

تحت الباب حدیث پاک میں آیا ہے کہ ہجرت کے بعد ہجرت ہوگی اس کا مطلب یہ ہے ایک ہجرت تو یہ ہے کہ لوگ اپنا وطن چھوڑ کر مدینہ آجائے گئے اور پھر آخر زمانہ میں ایک ہجرت اس وقت ہوگی جب لوگ اپنے دین کی حفاظت اور اللہ کی رحمت حاصل کرنے کے لیے ملک شام کو ہجرت کریں گے اور بعض حضرات نے یہ مطلب لکھا ہے کہ مدینہ کی ہجرت کوئی آخری ہجرت نہیں ہے ہجرتیں بار بار ہوگی اور ہجرتیں ہوں گی

Date:

حدیث کے الفاظ و سیاق کی روشنی میں مطلب ~~پہلے~~ زیادہ موزوں اور نہایت
صحیح معلوم ہوتا ہے گویا اس زمانہ کی طرف اشارہ مقصود ہے جب قیامت بالکل
قریب ہوگی ہر سو فتنوں اور شر و رہا کا دور دورہ ہوگا شہروں اور آبادیوں میں
اہل کفر و فسق کا غلبہ ہو جائے گا اسلامی ممالک میں بھی دین کے حامی نیکی کے
حامل اور شرعی احکام و ہدایات پر قائم رہنے والے بہت کم رہ جائیں گے
یہاں تک کہ شام کے شہر و قریہ ایک محفوظ و مامون قلعہ کی مانند باقی بچیں
گے جن کی حفاظت پر اسلام کے لشکر مامور ہوں گے۔
جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ حق کو غالب کرے گا اور حق کو سر بلند کرے گا اور آخر کار
اسی لشکر کے لوگ دجال کا مقابلہ کر کے اس کو نیست و نابود کر دیں گے
پس اس زمانہ میں جو شخص اپنے دین و ایمان کو محفوظ رکھنا چاہے گا وہ
ملک شام کو ہجرت کر کے اس کے کسی شہر یا قریہ میں جا بسے گا۔
حدیث پاک کے دوسرے جزء میں ہے (لیکن اللہ کی یہ مرضی نہیں ہوگی کہ وہ نکلیں
تو آگ ان کا حشر بندروں اور خنزیروں کے ساتھ کرے گی) یہ وہ لوگ ہوں گے
جن لوگوں کے ایمان کمزور ہو گئے، جو دین کے اعتبار سے ناکارہ اور کمزور
ہو گئے وہ اپنے گھر بار اپنی جائداد و دولت وغیرہ کی محبت و طمع
میں اسلام دشمن طاقتوں کے خلاف لڑائی سے اپنی جان بچانے کے لیے
اپنے وطن ہی میں پڑے رہیں گے اور ہجرت کر کے چلے جانیں والوں
کے وارث اور جانشین بن جائیں گے۔ پس وہ اپنی طبیعتوں
اور نفسوں کی خست اور [illegible] دین کی کمزوری کے سبب نہ صرف
پاکیزہ نفسوں کے نزدیک اپنے ایک گھناؤنی چیز کی مانند ہو گئے بلکہ
ان کی زمینیں ان کا ملک اور ان کا وطن تک ان سے بیزار ہو جائے گا۔
کہ انہیں کسی جگہ سکون و قرار نہیں ملے گا ادھر سے ادھر ادھر سے ادھر
مارے مارے پھریں گے ان کی سب سے بڑی بدبختی یہ ہے اللہ تعالیٰ انہیں ناپسند کرے گا۔
حاصل یہ ہے کہ آگ شب و روز ان کے ساتھ رہے گی اور کبھی بھی ان سے جدا نہ ہوگی۔

Scanned with CamScanner

Date:

باب فی دوام الجہاد (جہاد کا ہمیشہ جاری رہنا)

حضور نے فرمایا کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کے لیے جنگ کرتا رہے گا یہاں تک کہ اس گروہ کا آخری حصہ دجال کے ساتھ جنگ کرے گا۔

اس ارشاد گرامی سے واضح ہے کہ یہ امت کسی بھی زمانے میں ایسے سرفروشوں اور جانبازوں سے خالی نہیں رہے گی جو دین کی سربلندی حق کی حمایت و حفاظت اور ملت کے تحفظ کے لئے جان و مال کی قربانی پیش کریں گے جو قرب قیامت میں دجال کی ذریات سے جنگ کریں گے اور آخر کار حضرت عیسیٰ اس کو فنا کے گھاٹ اتاریں گے دجال کے قتل کے بعد پھر کوئی جہاد نہیں ہوگا۔ کیونکہ یاجوج ماجوج کے خلاف جہاد اس لیے نہیں ہوگا کہ ان سے جنگ کرنے کی طاقت کسی کو حاصل نہیں ہوگی تو جب اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک کر دیں گے تو دنیا میں کوئی کافر نہ ہوگا جب تک حضرت عیسیٰ زندہ ہوں گے۔

احادیث کی روشنی جہاد کے فضائل و برکات اور ثواب وغیرہ کا بیان

☆ حضور سے دریافت کیا گیا۔ مومنوں میں سب سے زیادہ کامل الایمان کون ہے آپ نے فرمایا اس شخص کا جو اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان کے ساتھ جہاد کرتا ہے اور اس شخص کا جو کسی گھاٹی میں رہ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اور لوگوں کو اپنے شر سے بچا کر رکھتا ہے۔

☆ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے سیاحت کی اجازت دیجیے حضور نے فرمایا میری امت کی سیاحت اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔

☆ حضور نے فرمایا جہاد سے واپسی جنگ میں حصہ لینے کی طرح ہے۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سمندری جنگ میں ڈوب جائے اسے دو شہیدوں کا اجر ملے گا۔

☆ حدیث پاک میں آیا ہے تین لوگ اللہ تعالیٰ کی ضمانت میں ہیں وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے نکلتا ہے وہ شخص اللہ تعالیٰ کی ضمانت میں ہے۔ دوسرا وہ شخص جو مسجد کی طرف جاتا ہے وہ بھی

Scanned with CamScanner

Date: ________

اللہ تعالیٰ کی ضمانت میں ہیں تیسرا وہ شخص جو گھر میں اسلام کر کے داخل ہوتا ہے وہ شخص اللہ تعالیٰ کی ضمانت میں ہے۔

- جہنم میں کافر اور اس کا قاتل کبھی اکٹھے نہیں ہوں گے۔ ارشاد آقا علیہ السلام
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ کی راہ میں نماز پڑھنے، روزہ رکھنے اور ذکر کرنے کو خرچ کرنے کے مقابلے میں سات سو گنا فضیلت حاصل ہوتی ہے۔
- حضور نے فرمایا جو شخص ایسی حالت میں انتقال کر جائے کہ اس نے کسی جنگ میں حصہ نہ لیا ہو اور اس کے ذہن میں جنگ میں حصہ لینے کا خیال بھی نہ آیا تو وہ نفاق کے ایک شعبے پر مرتا ہے
- مشرکین کے ساتھ اپنے مال جان اور زبانوں کے ذریعے جہاد کرو۔ ارشاد آقا علیہ السلام۔

باب فی نسخ النفیر العامۃ بالخاصۃ (صرف خاص لوگوں کے نکلنے کے ذریعے عام نکلنے کا منسوخ ہونا)

تحت الباب حدیث پاک میں آیت مبارکہ ہے جہاد میں نہ نکلنے والوں کے لیے وعید بیان کی گئی ہے (اِلَّا تَنْفِرُوْا یُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا) اگر تم نہیں نکلو گے تو تمہیں دردناک عذاب دے گا یہ ارشاد باری تعالیٰ اہل مدینہ کے لیے تھا یعنی ان کے لیے جائز نہیں ہے

لیکن حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں اس کے بعد والی آیت نے اس آیت کو منسوخ کر دیا ہے وہ آیت یہ ہے (وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِیَنْفِرُوْا كَآفَّةً) مومنوں کے لیے مناسب نہیں کہ وہ سب کے سب روانہ ہو جائیں۔

باب فی الجرأۃ والجبن (جرأت اور بزدلی کا باب)

- حضور نے ارشاد فرمایا آدمی میں سب سے بری چیز ایسی کنجوسی ہے جو کچھ خرچ کرنے نہ دے اور ایسی بزدلی ہے جو اسے ختم کر دے۔

تحت الباب قرآن پاک ایک آیت آئی ہے (وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ) تم اپنے ہاتھوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ یا خود کو ہلاکت کی طرف لے جانے سے مراد یہ ہے کہ ہم اپنی زمینوں

Date:

کی دیکھ بھال کرنے لگیں اور انہیں ٹھیک کریں اور جہاد کو ترک کر دیں ۔

باب فی الرمی (تیر اندازی کرنے کے بارے میں باب)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بے شک اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین لوگوں کو جنت میں داخل کرے گا وہ ایک اسے بنانے والا جو اسے بناتے ہوئے اجر و ثواب کا حصول کا طلب گار ہوتا ہے

دوسرا اسے پھینکنے والا ہے تیسرا اسے پکڑانے والا ہے

حضور نے فرمایا کہ تم لوگ تیر اندازی کرو اور گھوڑ سواری کرو۔ تمہارا تیر اندازی کرنا میرے نزدیک گھوڑ سواری کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے

حضور نے فرمایا کہ کھیل کود میں صرف تین باتیں جائز ہے

(۱) کسی شخص کا اپنے گھوڑے کو سدھارنا

(۲) اپنی بیوی کے ساتھ کھیل کود کرنا ہے

(۳) یا کمان کے ذریعے تیر اندازی کرنا ہے

حضور نے فرمایا کہ جو شخص تیر اندازی کو سیکھنے کے بعد اس کو ترک کر دے گا وہ ایک نعمت کو ترک کرے گا ہے

حضور نے منبر پر تشریف لے جا کر یہ آیت مبارکہ پڑھی (واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ) اس میں حضور نے فرمایا کہ قوت سے مراد تیر اندازی ہے - خبردار قوت سے مراد تیر اندازی ہے

باب ۲ (جو شخص دنیا کے فائدہ کی تلاش میں جنگ میں حصہ لے یا جو شخص اللہ تعالیٰ کے دین کی سر بلندی کے لیے جنگ میں حصہ لے اس بارے میں باب)

جنگ میں حصہ لینا دو طرح کا ہوتا ہے

(۱) جو شخص اللہ کی رضا کے حصول کے لیے - حاکم کی اطاعت، اچھی چیز خرچ کرے اپنے ساتھیوں کا خیال رکھے، اور فساد سے اجتناب کرے اس کا سونا اور جاگنا اجر کا باعث ہوتا ہے ایک روایت میں ہے جو شخص اس لیے جنگ میں حصہ لیتا ہے تاکہ اللہ کا دین سر بلند ہو - وہ اللہ کی راہ میں شمار ہے

Scanned with CamScanner

Date:

ج دوسرا وہ شخص جو فخر کے لیے، دکھاوے کے لیے، ریاکاری کے لیے اور شہرت کے لیے جنگ میں حصہ لیتا ہے حاکم کی نافرمانی کرتا ہے زمین میں فساد کرتا ہے تو اسے کوئی اجر و ثواب نہیں ملے گا ایک روایت کا مفہوم ہے کہ جو مسلمان کی نیت کے ساتھ جنگ میں حصہ لے گا اللہ تعالیٰ اسے اسکا طرح ہی زندہ کرے گا

باب: شہید کی فضیلت، شہید کی شفاعت، انعامات کا بیان جو شہید کی قبر میں دکھایا جائے گا ۔

* نبی کریمؐ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ جنت میں کون ہوگا تو حضور نے فرمایا نبی جنت میں ہوگا، شہید جنت میں ہوگا، نومولود بچہ جنت میں ہوگا۔ اور زندہ دفن کیا جانے والا جنت میں ہوگا ۔
ایک روایت میں کہ شہید زندہ ہے اور جنت میں ہیں اور ان سے رزق دیا جاتا ہے
اور اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے (کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہو جائیں تم انہیں مردہ ہرگز گمان نہ کرو)

* حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہید کے اہل خانہ میں سے 70 افراد کے بارے میں شہید کی شفاعت کو قبول کیا جائے گا ۔

جہاد کے بارے میں کچھ احکام احادیث کی روشنی میں ؟ ۔

① جہاد میں معاوضہ لینے کی رخصت کیونکہ حضور نے فرمایا کہ جہاد میں حصہ لینے والے کو اس کا اجر ملتا ہے اور معاوضہ دینے والے کو اس کا اجر ملتا ہے اور جہاد میں حصہ لینے والے کا حصہ بھی ہے

② جو شخص محض مزدور کے طور جنگ میں شریک ہو تو اس کے لیے مال غنیمت نہیں ہے محض وہی ہے جو اس نے پہلے سے طے کیے ہوئے ہیں کیونکہ حضور نے فرمایا اس شخص کے لیے اس جہاد میں، دنیا آخرت میں ان دیناروں کے علاوہ اور کچھ نہیں پاتا سوائے اس کے جو اس نے طے کیے تھے ۔

Scanned with CamScanner

Day M T W T F S Date: / /

(3) حضورؐ نے فرمایا حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جس شخص کے والدین زندہ ہوں
اسے جہاد میں شامل ہونے سے پہلے اپنے والدین کی اجازت لینی ہو
گی اگر اجازت دے تو ٹھیک ورنہ ان کے ساتھ بھلائی کریں۔

(4) خواتین بھی جنگ میں جا سکتی ہیں یعنی شامل ہو سکتی ہیں کہ حضورؐ بھی
انصاری خواتین ساتھ لے جاتے تاکہ وہ پانی پلائیں اور زخمیوں کی
تیمارداری کریں۔

(5) حدیث پاک میں آیا ہے کہ تین چیزیں ایمان کی بنیادیں ہیں۔

① جو شخص لا الہ الا اللہ پڑھ لے، اسے قتل کرنے سے رک جانا اور کسی گناہ کی
وجہ سے اسے کافر قرار نہ دینا اور کسی عمل کی وجہ سے کم اسے اسلام سے خارج قرار نہ دینا ہے

② حضورؐ نے فرمایا جہاد اس وقت سے شروع ہوا ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث
فرمایا اور اس وقت تک رہے گا۔ جب میری امت کے آخری لوگ دجال سے
جنگ کریں گے۔ کسی ظالم کا ظلم اسے کالعدم قرار نہیں دے گا اور کسی عادل
کا عدل اسے کالعدم قرار نہیں دے گا

③ اور تقدیر پر ایمان رکھنا ہے

(6) ہر امیر کے ساتھ جنگ میں حصہ لینا خواہ وہ نیک ہو یا گناہگار ہے

(7) جو شخص اسلام لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گیا وہ جنت
میں داخل ہو گا اگرچہ اس نے ایک نماز بھی نہ پڑھی ہوئی ہوں

(8) جو شخص جہاد میں کوشش کرتے ہوئے یعنی لڑتے لڑتے ہی اسے اپنا ہی
ہتھیار لگ جائے تو وہ بھی شہید ہی ہو گا اگر انتقال ہو گیا اس کی وجہ سے

گھوڑے کون سے گھوڑے جنگ میں شامل کرنے چاہییں اور جنگی
گھوڑوں کو رکھنے کے بارے کچھ آداب احادیث کی روشنی میں؟

① حضورؐ نے فرمایا جنگ کے لیے تم گھوڑے کمیت اور پنج کلیان منتخب کرو یا
پھر اشقر پنج کلیان کو منتخب کرو یا سیاہ پنج کلیان کو منتخب کرو
یا چمکیلی پیشانی والا

حضورؐ نے فرمایا گھوڑے کی برکت سرخ رنگ والے گھوڑے میں ہیں

Scanned with CamScanner

Day: M T W T F S   Date: / /

(۲) حضور نے فرمایا گھوڑے کے لیے لفظ "فرس" استعمال کروں۔

(3) حضور شکال والے گھوڑے کو ناپسند کرتے تھے۔ شکال سے مراد مخالف سمت میں سفید نشان ہوں۔

(۴) حضور نے فرمایا ہر جاندار چیز سے بھلائی کرنے پر اجر ملتا ہے اگرچہ وہ جانور ہی کیوں نہ ہو۔

(۵) حضور نے جانوروں کے گلے میں تانت کا ہار ڈالنے سے منع کیا ہے۔

(6) فرشتے ایسے سواروں کے ساتھ نہیں چلتے جن جانوروں کے گلے میں گھنٹی موجود کیونکہ سرکار نے فرمایا کہ گھنٹی شیطان کا باجا ہے۔

(7) ایسے سواروں کے ساتھ بھی فرشتے نہیں ہوتے جن کے ساتھ کتے اور گھنٹی موجود ہوتی ہے۔

(8) حضور نے گندگی کھانے والے جانور پر سواری سے منع کیا ہے۔

(۹) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں پر لعنت کرنے سے منع کیا ہے۔

(۱۰) حضور نے جانوروں کو آپس میں لڑانے سے بھی منع کیا ہے۔

(۱۱) جانوروں کو نشان لگانا جائز ہے۔

(۱۲) حضور نے جانوروں کے چہروں پر نشان لگانے سے منع کیا ہے اور مارنے سے بھی منع کیا ہے اور جو ایسے اس طرح ان پر لعنت کی ہے۔

(3) حضور نے گدھوں سے گھوڑیوں کو جفتی کرانے سے منع کیا ہے

(۱۴) حضور نے فرمایا دوڑ کا مقابلہ صرف تین چیزوں میں ہو سکتا ہے، اونٹ میں گھوڑے میں یا تیراندازی میں۔

(۱۵) محلل کی تعریف یہ ہے جو شخص دو گھوڑوں کے درمیان گھوڑا داخل کرے اور اسے اس کے جیت جانے کا یقین نہ ہو تو یہ جوا نہیں ہوگا اور جو شخص ان میں اپنا گھوڑا داخل کرے اور اسے یقین ہو کہ یہ جیت جائے گا تو یہ جوا شمار ہوگا

(۱۶) حضور نے فرمایا جلب اور جنب کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ جلب کہتے ہیں۔ گھوڑے کو ہانکنا اور جنب کہتے ہیں دو گھوڑے ہوں اور ایک تھک جائے تو دوسرے پر سوار ہو جائے

Scanned with CamScanner

Day: M T W T F S Date: __/__/__

جنگی سامان کو آراستہ کرنے اور اسکی احتیاط کے بارے میں کچھ آداب احادیث کی روشنی میں ؟

(1) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کا قبضہ چاندی سے بنا ہوا تھا۔

(2) مسجد میں تیر لے جائے کوئی یا کسی ہجوم والی جگہ پر تو حضور نے فرمایا کہ اس کا پھل اپنی مٹھی میں پکڑ کر رکھے۔

(3) حضور نے اس بات سے منع کیا ہے کہ تلوار کو میان کے بغیر لے کر چلے۔

(4) حضور نے چمڑے کو دو انگلیوں کے درمیان رکھ کر کاٹا جائے اس سے بھی منع کیا ہے۔

(5) ایک روایت میں ہے کہ حضور کا جھنڈا سیاہ رنگ کا تھا وہ مربع یعنی چوکور تھا اور ایک روایت آپ کا مخصوص جھنڈا سفید تھا اور ایک اور روایت کے مطابق حضور کا جھنڈا زرد رنگ کا جھنڈا بھی تھا ہے

(6) رات کے ابتدائی حصہ میں سفر کو ناپسندیدہ کہا گیا ہے کیونکہ جب سورج غروب ہو جاتا ہے تو شیاطین درمیان پیدا کرتے ہیں یہاں تک کہ جب اچھی طرح اندھیرا ہو جاتا ہے تو وہ باز آجاتے ہیں۔

(7) نبی کریم اکثر اوقات جمعرات کے دن سفر پر روانہ ہوتے تھے۔

(8) دن کے ابتدائی حصہ میں سفر کرنے کو برکت کہا گیا ہے۔

(9) حضور نے فرمایا اکیلا سوار شیطان ہوتا ہے اور دو سوار دو شیطان اور تین سوار قافلہ ہوتے ہیں۔

(10) حضور نے فرمایا کہ جب تین لوگ سفر کریں تو اپنے میں سے کسی کو امیر بنا لے۔

(11) کافروں سے جہاد سے پہلے تین چیزوں کی دعوت دے اگر وہ ان میں سے کسی ایک کو مان لیتے ہیں تو لڑنے سے رک جائے اور اگر نہ مانیں تو جو چاہے کرے

(1) اسلام کی دعوت دے

(2) یا ہجرت کرنے کو کہے

(3) یا جزیہ ادا کرنے کو کہے

Scanned with CamScanner

Day: M T W T F S　　Date: / /

11 دشمن کے علاقے میں پیڑوں کو آگ لگا دینا بھی جائز ہے کیونکہ حضور نے بنو نضیر کے کھجوروں کے باغات جلوا دیئے تھے۔

(12) جہاد پر جانے سے پہلے دشمن کے علاقے میں جاسوسی کرنا یا کروانا دونوں جائز ہے۔

(13) حضور نے فرمایا کہ مسلمانوں پر حاکم وقت کی بات ماننا لازم اگرچہ وہ اسے پسند کریں یا نہ کریں اور جب تک وہ گناہ کا حکم نہ دے اسلامی جنگ میں بھی امیر کی فرمانبرداری کرنا چاہیے جب تک وہ کوئی گناہ کرنے کا حکم نہ دے

(14) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کا سامنا کرنے کی آرزو منع کیا ہے اور فرمایا کہ اپنے لیے عافیت کی مانگو۔

(15) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنگ دھوکہ دہی کا نام ہے

(16) حضور نے فرمایا کہ مجھے مشرکین کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا گیا جب تک وہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہیں لاتے۔

17 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر دن کے ابتدائی حصہ میں لڑائی نہ کرتے تو اسے دن ڈھلنے تک مؤخر کر دیتے سورج ڈھل جاتا اور ہوائیں چلنے لگتی اور نصرت نازل ہو جاتی

(18) حضور نے اصحاب جنگ کے دوران آوازیں نکالنے کو ناپسند کرتے تھے۔

(19) لڑائی کے وقت اپنی بڑائی بیان اللہ کو ناپسند ہے اور سرکشی میں بڑائی کرنا بھی ناپسند ہے اور فخر کرنا۔

(20) حضور نے فرمایا بوڑھوں اور مزدور کو قتل نہ کرو کافروں میں سے

(21) حضور نے فرمایا مشرکین کے بوڑھوں کو قتل کر دو اور ان کے نابالغ بچوں کو زندہ رکھو

(22) حضور جنگ کے دوران کفار کو آگ میں جلانے کو ناپسند کیا ہے۔

(23) مقلات اس عورت کو کہتے ہیں جس کا بچہ زندہ نہ رہتا ہو۔

(24) فتح مکہ کے دن سب کو امان ملا سوائے چار افراد اسے بنہیں حل و حرم میں پناہ نہ دی گئی دو کنیزیں تھیں جو حبشیوں کی ملکیت تھی ایک قتل کر دی گئی اور ایک نے اسلام قبول کر لیا اور دو مرد تھے۔

Day: Date:

قیدیوں کے متعلق کچھ احکام ان کو رکھنے اور قتل کرنے کے حوالے سے احادیث کی روشنی میں،

(1) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بندھے ہوئے شخص یعنی قیدی کو قتل کرنے سے منع کرتے تھے۔

(2) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کو جو قیدی بن جاتے فدیہ لیے بغیر احسان کر کے رہا کر دیتے تھے

(3) غزوہ بدر کے موقع پر اہل جاہلیت (مشرکین) کا فدیہ چار سو درہم تھی حضور کریم کو اللہ تعالیٰ نے اس کو ناپسند کیا اور مال غنیمت کو حلال قرار دے دیا۔

(4) حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس علاقے میں غالب آ جاتے اس میں تین دن تک قیام کرتے تھے

(5) حضور نے قیدیوں میں سے کنیز اور اس کے بچے کو الگ الگ کرنے سے منع کیا ہے۔

(6) جب دشمن مسلمان کا مال حاصل کرے اور پھر وہ شخص اس مال کو مال غنیمت میں پائے تو حضور اگر اس طرح کا معاملہ ہوتا تو وہ آپ جس کا مال ہوتا اسے واپس کر دیتے اسے مال غنیمت کے طور پر جمع نہ کرتے تھے۔

(7) دشمن کی سرزمین میں ملنے والے کھانے کا مباح ہونا کیونکہ حضور اس اناج سے خمس وصول نہیں کرتے تھے۔

(8) جب دشمن کے علاقے میں کھانا کم ہو تو لوٹ مار کرنے کی ممانعت کیونکہ حضور نے ارشاد فرمایا لوٹ مار کیا ہوا مال مردار سے زیادہ حلال نہیں ہوتا۔

(9) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں سے نفع حاصل کرنے سے منع کیا ہے۔

(10) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں خیانت کا شدید گناہ ہونا شمار کیا ہے۔

(11) حضور صلی اللہ علیہ وسلم مال غنیمت میں خیانت کرنے والے شخص کا سامان جلوا دیتے تھے اس کی پٹائی کروا دیتے تھے۔

(12) حضور نے فرمایا جو مال غنیمت میں خیانت کی ہو اس کی پردہ پوشی کی وہ اس کی مانند ہے

Scanned with CamScanner

Day: Date:

مال غنیمت میں ائمہ کا مذاہب

امام مالک، امام ابو حنیفہ نے موقف اختیار کیا ہے کہ مقتول سے چھینا ہوا مال قاتل کے لیے نہیں ہے اور اس کا حکم مال غنیمت کے حکم کی مثل ہے مگر یہ کہ امیر کہے جس نے کسی کو قتل کیا اس سے چھینا ہوا مال اس کے لیے ہیں۔

امام شافعی فرماتے ہیں بلا شبہ چھینا ہوا مال قاتل کے لیے ہوگا بشرطیکہ اس نے اسے سامنے سے آتے ہوئے قتل کیا ہو جب اس نے اسے پیٹھ کے پیچھے سے قتل کیا تو سلب کیا ہوا مال اس کا نہیں ہوگا

اس پر علماء کا اجماع ہے جس نے کسی قیدی یا عورت یا بوڑھے کو قتل کیا تو ان میں سے کسی سے چھینا ہوا مال اس کا نہ ہوگا

چھینے ہوئے مال سے خمس نکالنے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے امام شافعی اس سے خمس نہیں نکالتے تھے

خمس کی تقسیم کی کیفیت میں علماء کے مابین اختلاف ہے۔

امام شافعی نے کہا اسے پانچ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا اللہ اور رسول کا حصہ کو ایک قرار دیا اور بقیہ چار حصے آیت میں مذکور چار صنفوں میں خرچ کیے جائیں گے۔

امام اعظم نے کہا اسے تین حصوں پر تقسیم کیا جائے گا۔ یتامیٰ، مساکین اور ابن سبیل

امام مالک نے کہا اسے امام کی رائے اجتہاد کے سپرد کر دیا جائے گا

باب: عورت اور غلام کو مال غنیمت میں سے کچھ دینا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم عورت اور غلام کو باقاعدہ مال غنیمت میں کچھ نہیں دیتے جو غلام اور عورت جنگ میں شریک ہوتے تھے انہیں صرف انعام کے طور پر کچھ عطا کرتے تھے باقاعدہ مال غنیمت سے کچھ نہیں دیتے تھے۔

حضور مشرک کو مال غنیمت میں سے باقاعدہ کچھ نہیں دیتے کیونکہ حضور انہیں اپنے ساتھ جنگ پر بھی نہیں لے جاتے تھے اور نہ ان سے مدد لیتے تھے۔

Scanned with CamScanner

Day: Date:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مال غنیمت میں سے آدمی اور اس کے گھوڑے کے تین حصے مقرر کیے تھے جن میں سے ایک حصہ گھوڑے اور دو حصے اس کے گھوڑے کے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑوں کا حصہ باقاعدہ نکالتے تھے۔

باب فی النفل (یعنی اضافی ادائیگی یعنی انعام کے طور پر کچھ دینا)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لوگ تم سے انفال کے بارے میں سوال کرتے ہیں تم یہ فرما دو انفال اور اس کا رسول کے لیے مخصوص ہے

انفال کا معنی اور مفہوم:

انفال نفل کی جمع ہے۔ نفل مال غنیمت کو کہتے ہیں۔ لیکن مختلف اعتبارات کی وجہ سے اس کے معنی مختلف ہیں۔ جہاد میں فتح اور کامیابی کے اعتبار سے اس مال کو غنیمت کہتے ہیں۔ اور یہ لحاظ کیا جائے کہ بغیر وجوب کے ابتداء یہ مال اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطیہ ہے اس کو نفل کہتے ہیں اور بعض علماء نے غنیمت اور نفل میں عموم اور خصوص کے اعتبار سے فرق کیا ہے۔ سو جو مال مشقت یا بغیر مشقت کے استحقاق یا بغیر استحقاق کے جہاد میں کامیابی سے پہلے یا اس کے بعد حاصل ہو اس کو مال غنیمت کہتے ہیں اور مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے جو مال انسان کو ملے اس کو نفل کہتے ہیں

حضور جنگ میں اضافی انعام بھی عطا کیا کرتے تھے غزوہ بدر کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص کسی کو قتل کر دے گا تو اسے یہ یہ انعام ملے گا جو کسی کو قیدی بنائے گا اسے یہ یہ انعام ملے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم خمس نکال کر بعد چوتھا حصہ یا تیسرا حصہ اضافی انعام کے طور پر عطا کرتے تھے۔

اضافی انعام خمس نکال لینے کے بعد ہی دیا جا سکتا ہے حضور نے فرمایا

حضور نے فرمایا امام ڈھال ہے جس کی مدد سے لڑائی کی جاتی ہے۔

حضور نے فرمایا جن لوگوں کا کسی دوسری قوم کے ساتھ معاہدہ چل رہا ہو تو اس وقت

Day:
Date:

تک کوئی نیا معاہدہ نہ کریں۔ جب تک پہلا معاہدہ ختم نہیں ہو جاتا یعنی وہ برابری کی بنیاد پر ان لوگوں کی طرف پھینک دے

- حضور نے فرمایا جو شخص ناحق طور پر کسی معاہد کو قتل کر دے اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کر دیتا ہے۔
- سیدہ عائشہ فرماتی ہے اگر کوئی عورت اہل ایمان کی طرف سے پناہ دیدے تو یہ جائز ہو گا۔
- حضور نے فرمایا ایمان نے دھوکے سے قتل کرنے کو ختم کر دیا ہے تو کوئی مومن دھوکے سے قتل نہ کریں۔
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب خوشی کی خبر آتی تھی تو آپ سجدہ شکر ادا کرتے تھے۔
- حضور نے فرمایا آدمی جب سفر سے واپس آئے تو گھر واپس جانے کا بہترین وقت رات کا ابتدائی حصہ ہے
- طروق سے مراد عشاء کے بعد آنا ہے۔
- حضور جب کسی جنگ یا سفر سے واپس آتے تو دو نفل مسجد میں ادا کرتے تھے۔
- حضور نے فرمایا قسامہ سے کچھ چھپانا مد سے مراد ایسی چیز جو لوگوں کے درمیان مشترک ہو اور کوئی شخص اسے اپنے طور پر نکال لے
- حضور نے فرمایا جو شخص مشرکین کے ساتھ میل جول رکھے ان کے ساتھ رہائش رکھے وہ ان کی مانند شمار ہو گا

تمت بالخیر

Scanned with CamScanner

Day: Date:

امام ابوداؤد کی حالات زندگی

نام و نسب:۔ سلیمان نام، ابوداؤد کنیت اور نسب یہ ہے۔ سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو بن عمران ازدی سجستانی

ولادت و خاندان:۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ۲۰۲ھ میں ہوئی۔ قبیلہ ازد سے تعلق کی بناء پر ازدی کہلائے اور سجستانی سجستان میں سکونت کی وجہ سے ہے

طلب حدیث کے لیے بلاد اسلامیہ کے علمی مقامات کا سفر کیا جن میں مصر شام، حجاز، بغداد، جزیرہ وغیرہ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

آپ کے اساتذہ:۔

تین سو سے زائد ہیں جن بعض مشاہیر درج ذیل ہیں۔

احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، ابو ثور، یحییٰ بن معین، ابوبکر بن ابی شیبہ وغیرہ

تلامذہ:۔

امام ابوداؤد سے بہت سارے علماء نے شرف تلمذ حاصل کیا۔

(1) ابوعمرو احمد بن علی (2) ابو علی محمد بن احمد (3) ابوطیب احمد بن ابراھیم (4) ابوسعید احمد بن محمد وغیرہ

تصنیفات:۔

کتاب السنن، المراسیل، مسائل ابوداؤد للامام احمد رسالۃ الی اہل مکہ، الرواۃ من الاخوۃ والاخوات وغیرہ وغیرہ

وفات:۔

شب جمعہ 16 شوال المکرم 275 ہجری ۔ انتقال بصرہ میں ہوا۔ آپ کو سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔

Scanned with CamScanner

Day: Date:

(ابوداؤد کا منہج)

اس میں فقہی احکام سے متعلق مستند احادیث کو ایک جگہ جمع کر دیا۔

متروک الحدیث راوی سے روایت نقل نہیں کی۔

سنن ابوداؤد میں زیادہ محدثین سے مشہور روایات نقل کی گئی۔

کچھ غیر متصل روایات کو بھی نقل کیا گیا۔ یا تو وہ مرسل یا ان میں تدلیس پائی جاتی ہے۔

اگر کوئی ضعیف روایت نقل کی تو اس کے ضعف کی وضاحت کر دی۔

حدیث نبوی کے راویوں کے نام، انکی کنیتیں اور القابات بھی ذکر کیے۔

لمبے واقعات والی احادیث کو اختصار سے بیان کیا۔

اس کتاب میں احکامات والی احادیث کو ذکر کیا گیا۔

اس کتاب صحیح احادیث کو ذکر کیا۔

اگر ایک حدیث کئی طریقوں سے روایت کی گئی تو اس کو سند عالی سے درج کرتے اور ساتھ دیگر اسناد کو بھی ذکر کیا۔